U34580 Date- 5/1-10

Title - MOINUL MANTAQ (Part-2).

Creator - Mehmood Hasan.

Publisher - Jaied Barqi Press (Delhi).

Date - 1937.

Pages - 128.

Subjects - N.A.

(ہو المعین)

معین المنطق

حصہ دوم

جس کو

جناب مولانا مفتی محمود حسن صاحب مدرس اول جامعہ حسینیہ راندیر ضلع سورت نے

یونیورسٹیوں اور مدارس اسلامیہ کے طلبہ کی سہولت کیلئے

بطرز جدید تصنیف کیا

اور جس کے متعلق تجربہ کار ماہرین فن متبحر علماء کرام اور موقر اخبارات کی رائے ہے کہ اس فن میں ایسی تحقیق و تسہیل کے ساتھ اردو میں آجتک کوئی کتاب تصنیف نہیں ہوئی اس لئے یونیورسٹیوں اور مدارس اسلامیہ کے نصاب و کورس میں طلبہ کی سہولت استفادہ کے لئے اس کو داخل کرنا نہایت ہی مفید اور مناسب ہے۔

تصحیح و نگرانی

مولانا قاری محمد یعقوب صاحب شاہجہانپوری مالک کتب خانہ تعلیمی قرولباغ دہلی

بار اول ۱۰۰۰ | جید برقی پریس دہلی | قیمت ۸/

تقریظ حضرت الاستاذ قبلہ مولانا معین الدین صاحب اجمیری دامت برکاتہم

معین المنطق مولفہ عزیزی مفتی محمود حسن صاحب جدید ہونے کے ساتھ نہایت مفید اور منطق کی ابتدائی کتابوں کی جگہ اس کو نصاب میں رکھنا زیادہ مناسب ہے۔ اس میں نہ صرف فن کی توضیح ہے بلکہ اختصار کے باوجود مضامین فن کو حسن ترتیب۔ سلاست بیان تسہیل ادائگی کے ساتھ ایسے عجیب وغریب طریقہ سے پیش کیا ہے کہ جس سے ذکی اور غبی دونوں برابر فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

حق تعالیٰ مولوی صاحب ممدوح کی سعی کو مشکور فرمائے فقط۔

تقریظ حضرت العلامہ مولانا مولوی محمد ابراہیم صاحب شیخ الجامعہ الحسینیہ راندیر

رسالہ معین المنطق (مصنفہ مولانا مفتی محمود حسن صاحب مدرس اول جامعہ حسینیہ راندیر) کو میں نے بغور مطالعہ کیا نہایت جامع اور مختصر ہونے کے باوجود ابتدائی جماعتوں کے لئے بہایت مفید معلوم ہوا۔ اس لئے میں نے اس کو جامعہ حسینیہ کے نصاب میں داخل کیا۔ اور تمام مدارس کے منتظمین سے اس کے متعلق پرزور سفارش کرتا ہوں کہ وہ بھی طلبہ کی سہولت تعلیم کی غرض سے اس مفید رسالہ کو اپنے ہاں کے نصاب کورس میں داخل فرما کر مبتدی طلبہ کے لئے عرصۂ قلیلہ میں فنون مشکلہ کی تحصیل میں معاونت فرماویں فقط۔

دیباچہ

باسمہ سبحانہ وتعالیٰ

خدا کا لاکھ لا[illegible] وسری کتاب ملقب
بہ معین المنطق حصہ [illegible] صہ اول کے ملاحظہ
کرنے کیوقت حصہ [illegible] ہوئی۔ اور مجھ کو بھی
ایک گونہ تسلی وخوشی [illegible] مع اور سہل الحصول
مفید کورس کی تیاری کا جو ارادہ میں نے کیا تھا وہ بفضلہ تعالیٰ ایک حد تک مکمل ہوگیا۔

یہ سلسلہ نہ کسی خاص کتاب کا ترجمہ ہے۔ اور نہ اس کے لئے بکروزی دیکساغتی فخریہ القاب وضع کئے گئے ہیں بلکہ تیس سالہ تعلیمی تجربہ اور مسلسل دو سال کی مشقت کے بعد ایساغوجی سے لیکر حمد اللہ تک تمام مروج کتابوں سے مفید اور ضروری اصطلاحات و مضامین کا خلاصہ نکالکر محض طلبہ کی سہولت کے لئے نئے انداز سے سہل ترین طریقہ پر ترتیب دے کر ایک مختصر جامع کورس تیار کیا گیا ہے جس میں آسان مباحث کے متعلق بے ضرورت طوالت سے احتراز کیا گیا ہے اور جو مضامین تجربہ کے بعد طلبہ کے لئے مشکل اور قابل تشریح معلوم ہوئے ان کے متعلق حسب ضرورت پوری تشریح کی گئی ہے۔ اور جہاں غلط فہمی یا انتشار کا اندیشہ محسوس ہوا وہاں تنبیہ یا ہدایت کے عنوان سے اسکے ازالہ کی سعی کی گئی ہے۔ غرض جہاں تک میرے امکان میں تھا اسے ایک مفید اور جامع کورس بنانے میں میں نے کوتاہی نہیں کی۔ تاہم بمقولہ وما ابری نفسی الآیۃ والانسان مرکب من الخطاء والنسیان کسی انسان کو بھی یہ زیبا نہیں کہ وہ یہ دعویٰ کر سکے کہ میرا کام ہر عیب سے پاک ہے خصوصاً کسی عدیم الفرصت مصنف کا۔ وقفات فرصت میں ایک

دوسطری تحریر کا ایسا مجموعہ جس کی کتابت و طباعت مصنف کی غیر حاضری میں محض ایک شکستہ مسودے سے عمل میں آئی ہو اس کے متعلق تو یہ دعویٰ اور بھی بے ہودہ ہے۔ مگر باوجود اس کے میں اپنے خلوص اور نیک نیتی کی بنا پر مطمئن ہوں کہ ملک میں اب بھی ایسے ماہرین و حقیقت شناس حضرات کی کمی نہیں جو رجال کو اقوال سے پرکھتے ہیں، نہ کہ اقوال کو رجال سے۔ اور بفضلہ تعالیٰ بہت سے ہمدردان قوم و ملت اب بھی موجود ہیں کہ ملت کے نونہالوں کو زیور علوم و فنون سے آراستہ دیکھنا چاہتے ہیں اور تمام فنون سے واقفیت حاصل کرنے کے لئے کم سے کم مدت میں طلبہ کی سہولت کے لئے آسان سے آسان ذرائع کی تلاش پر اپنی پوری توجہ صرف کرتے ہیں۔ اس قسم کے مخلص حضرات سے میں امید کرتا ہوں کہ وہ موجودہ کورس کی ابتدائی کتابوں کا اس سلسلے کے ہر مضمون و مبحث سے موازنہ فرمائیں گے اور تحقیق۔ تسہیل ارتباط و ترتیب مضامین۔ سلاست بیان حسن تفہیم اور تشریح کے باوجود اختصار و جامعیت میں مقابلہ کریں گے اور اس کے بعد وہ طلبہ کی بہبودی اور اپنی فرض شناسی کی بنا پر وہی راہ عمل اختیار فرمائیں گے جس کی توقع ایسے بزرگوں سے کی جاسکتی ہے یعنے وہ نہ صرف اپنے یہاں کے مدارس میں اس کو مقبولیت کا درجہ دیں گے بلکہ دیگر مدارس میں بھی اس کے اجرار کے لئے ہر امکانی سعی فرمائیں گے۔ وَكَذٰلِكَ يَفْعَلُ الرَّجُلُ الْبَصِيْرُ۔

محمود حسن اجمیری غفر اللہ لہٗ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ

ہر مصنف جبکہ کسی فن میں کوئی کتاب تصنیف کرتا ہے تو مضامین شروع کرنے سے پہلے اس فن کے متعلق چند ایسے تمہیدی امور زیر تحریر لاتا ہے جن کے سمجھنے سے اس فن کے متعلق پڑھنے والے کے ذہن میں ایک اجمالی خاکہ آجاتا ہے۔ اور آئندہ فن کی تحصیل میں سہولت اور بصیرت پیدا ہوجاتی ہے۔ ان تمہیدی امور کو مقدمہ کہتے ہیں۔

منطقی مضامین کو شروع کرنے سے قبل ہمارا بھی فرض ہے کہ ایسے چند ابتدائی امور بیان کریں جن کے سمجھنے سے اس فن کے متعلق ایک اجمالی خاکہ تمہارے ذہن میں آجائے اور آئندہ منطقی مضامین وضوابط کے حصول میں تم کو سہولت وبصیرت اور شوق پیدا ہوجائے۔

ان ابتدائی تمہیدی امور (مقدمہ) میں عام طور پر فن کی تعریف۔ موضوع غرض وغایۃ۔ مؤلف اوّل سے تعارف وغیرہ بیان کیا جاتا ہے چونکہ ان امور کا شافی بیان علم اور اس کے اقسام کی معرفت پر موقوف ہے اس لئے سب سے پہلے علم اور اس کے اقسام سے بحث شروع کی جاتی ہے۔

علم

تمہید :- انسان کو حق تعالیٰ نے منجملہ بے شمار انعامات کے ذہن کی بھی ایک بڑی نعمت عطا فرمائی ہے ۔ یہ ذہن آئینے یا فوٹو کے کیمرے کے مانند انسان میں ایک ایسی پوشیدہ قوت ہے جس میں ہر قسم کی چیزوں کی صورتیں چھپتی رہتی ہیں بلکہ انسان کا یہ ذہنی آئینہ اس ظاہری آئینے سے بہتر اور طاقتور ہے ۔ کیونکہ ظاہری آئینے میں تو صرف محسوس اشیا کی صورتیں آسکتی ہیں ۔ مگر انسان کے ذہنی آئینے میں محسوس اور غیر محسوس ہر قسم کی اشیاء کی صورتیں آسکتی ہیں ۔ مثلاً ذہن میں محسوس موجودات کی صورتیں بھی آتی ہیں اور الفاظ و معانی کی بھی ۔ مفردات و مرکبات کی صورتیں بھی آتی ہیں اور ممکنات و ممتنعات کی بھی ۔ فرشتوں اور جنّوں کی صورتیں بھی آتی ہیں اور نور و سرور کی بھی ۔ تجربہ سے ثابت ہوا ہے کہ جب آئینے یا فوٹو کے کیمرے کو ہاتھ میں لے کر اس کا رُخ جس چیز کی طرف کر دیا جائے اُس کی صورت آئینے میں اُتر آئے گی ۔ ٹھیک اسی طرح جب ہم اپنے ذہنی آئینے کا رُخ کسی چیز کی طرف پھیرتے ہیں تو اس چیز کی صورت ہمارے ذہنی آئینے میں اُتر آتی ہے بس یہی ذہنی صورت اس چیز کا علم ہے اور وہ چیز معلوم ہے ۔ اور اس طرح عمر بھر ہمارے ذہن میں چیزوں کی صحیح یا غلط جتنی صورتیں جمع ہوتی رہتی ہیں وہ ہمارے علوم ہوتے ہیں جن کے ذریعے سے ہم اپنے آپ کو صحیح یا غلط طور پر ان چیزوں کا عالم سمجھتے ہیں ۔

علم کی دو قسمیں ہیں تصوّر اور تصدیق

تم نے اوپر پڑھا ہے کہ ذہن میں مفردات و مرکبات ہر قسم کی اشیاء کی صورتیں آ سکتی ہیں۔ تو اب یہ یاد رکھو کہ ذہن میں جو بھی صورت آئے اگر اس میں حکم (ایجاب یا سلب کا جزمی فیصلہ) موجود ہو تو اس کو تصدیق کہیں گے ورنہ تصور سادج' دیکھو زید۔ قلم۔ کتاب پر۔ میری کتاب۔ تیرا خوبصورت قلم محنتی لڑکا۔ تصورات ہیں کیونکہ ان میں حکم نہیں۔ اور اللہ ایک ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ محمد اس کے آخری رسول ہیں۔ محنتی لڑکا پاس ہوا۔ تیرا خوبصورت قلم میرے پاس ہے۔ تصدیقات ہیں کیونکہ ان میں حکم موجود ہے۔

تصوّر و تصدیق میں سے ہر ایک کی دو قسمیں ہیں بدیہی اور نظری

ان تصورات و تصدیقات میں سے بعض ایسے ظاہر اور آسان ہوتے ہیں جن کا حصول کسی تعریف یا دلیل کا محتاج نہیں ہوتا جیسے گرمی۔ سردی۔ اندھیرا۔ روشنی خوشی۔ غمی۔ کل جزء سے بڑا ہوتا ہے۔ چار جفت ہے۔ آفتاب نکلتا ہے۔ وغیرہ۔ اور بعض ایسے مشکل اور خفی ہوتے ہیں جن کے حصول میں ہم تعریفات و دلائل کے محتاج رہتے ہیں۔ جیسے جن۔ فرشتے۔ بھوت۔ پریاں۔ جن عالم الغیب نہیں۔ فرشتے معصوم ہیں۔ اللہ ایک ہے۔ محمد اس کے رسول ہیں۔ قیامت کے متعلق تمام اسلامی عقائد حق ہیں۔ وغیرہ۔ تو ان میں وہ تصورات و تصدیقات جو ظاہر اور آسان ہونے کی وجہ سے تعریفات و دلائل کے محتاج نہیں ہوتے۔ وہ بدیہیات و ضروریات

کہلاتے ہیں۔ اور جو خفی اور مشکل ہونے کی وجہ سے تعریفات و دلائل کے محتاج ہوتے ہیں وہ نظریات و کسبیات کہلاتے ہیں۔

نظریات کا حصول کسب و نظر سے ہوتا ہے

بدیہی تصورات و تصدیقات چونکہ ظاہر اور آسان ہوتے ہیں اس لئے ان کے حصول میں نہ غلطی کا اندیشہ رہتا ہے اور نہ وہ تعریفات و دلائل کے محتاج ہوتے ہیں۔ مگر نظریات و کسبیات چونکہ خفی اور مشکل ہوتے ہیں اس لئے ان کے حصول میں ہمیشہ ظاہری اور بدیہی معلومات کو ذریعہ اور وسیلہ بنانا پڑتا ہے۔ یعنی اپنے ذہنی بدیہی معلومات کو اس طور سے ترتیب دینا پڑتا ہے جس سے نامعلوم نظری مطلوب حاصل ہو جائے۔ ذہنی معلومات کو اس طرح ترتیب دینے کو نظر و کسب کہتے ہیں۔

کسب و نظر میں اکثر غلطیاں واقع ہوتی ہیں

اس نظر و کسب میں صوری یا مادی حیثیت سے اکثر لوگ غلطیاں کرتے ہیں جن سے نجات پانا اور اپنے مطلوب کو صحیح طریقہ سے حاصل کرنا کسی باضابطہ فن کی رہنمائی کے بغیر ممکن نہیں۔

مثال کے طور پر یوں سمجھو کہ اگر ہم ایسے جامع کارخانہ کو فرض کرلیں جس میں کلاک اور گھڑی سے لے کر بڑے بڑے ملوں تک کے ہر قسم کے پرزے اور مشینری کا سامان وافر موجود ہوں اور کسی ناتجربہ کار انسان سے کہہ دیا جائے پرزوں میں سے عمدہ کلاک یا گھڑی تیار کرو۔ تو غور کرو کہ اگر وہ اپنی ناتجربہ کاری

سے گھڑی کے خراب اور ردی پُرزوں کو جوڑ دے یا سنگر یا موٹر کے پُرزوں کو جوڑ دے یا گھڑی کے ہی عمدہ پُرزے ملائے مگر ترتیب میں غلطی کر کے پُرزوں کو بے موقع جوڑے تو کیا کسی عقلمند کی عقل میں یہ بات آسکتی ہے کہ اس سے وہ صحیح وقت بتانے والی قابل اعتماد گھڑی تیار کرے گا؟ ہرگز نہیں۔

ٹھیک اسی طرح ذہن کو نظری اور مشکل مطالب کے پُرزوں (معلومات) اور مشینری سامان کا کارخانہ سمجھو ان پرزوں (ذہنی معلومات) میں سے کارآمد پرزوں کی صحیح طور پر ترتیب سکھانے والا اور پھر ان کے ذریعہ سے نامعلوم نظری مطالب کے حصول کا صحیح طریقہ بتانے والا یہی فن منطق ہے۔

اب جو شخص اس فن سے واقف نہ ہو اور وہ اپنی ذہنی معلومات کے پرزوں سے نظری مطالب کے حصول کا ارادہ کرے تو سب سے پہلے یہ اندیشہ رہے گا کہ جن معلومات کو وہ ترتیب دے رہا ہے وہ خود صحیح ہیں یا غلط۔ اور اگر وہ معلومات فی نفسہٖ صحیح بھی ہیں تو پھر یہ تردد رہے گا کہ وہ معلومات انہی مطالب کے مبادی اور پرزے بھی ہیں جن کے حصول کے لئے ذریعے بنائے جا رہے ہیں یا وہ کسی اور اجنبی مطالب کے مبادی ہیں۔ اور اگر فرض کر لیا جائے کہ وہ معلومات فی نفسہٖ صحیح بھی ہیں اور انہی مطالب کے مبادی اور پرزے ہیں مگر پھر بھی خطرہ رہے گا کہ شاید وہ ان معلومات و مبادی کی ایسی مناسب ترتیب نہ دے سکے جس سے صحیح طریقہ پر نامعلوم نظری مطلوب حاصل ہو سکے۔ مگر انہی نظری مطالب کو جب اس فن سے واقف کار انسان حاصل کرنے لگے گا تو اس کے لئے پہلے اپنے ذہن میں صحیح اور درست معلومات و مواد ٹٹولے گا پھر ان مواد و معلومات اور نظری مطالب میں ربط و مناسبت تلاش کرے گا

اور جب منطقی اصول کے مطابق وہ مواد بھی درست و صحیح تلاش کرلے گا اور مطالب کے ساتھ ان کا ربط و مناسبت بھی معلوم کرلے گا تو پھر ان مواد و معلومات کو اسی طریقہ پر ترتیب دے گا جیسے منطقی اصول کی رہنمائی میں اس نے سیکھا ہوگا اور اس طرح بلا خطرہ وہ نظری مطالب کے حصول میں کامیابی حاصل کرتا رہے گا۔

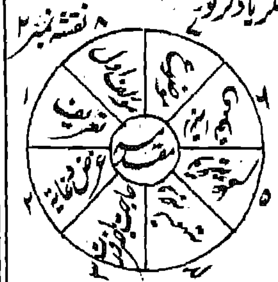
فکری غلطیوں سے حفاظت کیلئے منطق کی ضرورت ہے

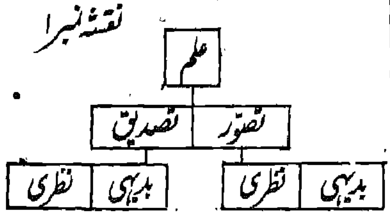
اس تمہیدی بیان سے تم نے علم کے معنے معلوم کرلیے۔ اور یہ بھی کہ علم کی دو قسمیں ہیں تصوّر اور تصدیق۔ پھر تصوّر و تصدیق میں سے ہر ایک کی دو قسمیں ہیں بدیہی اور نظری۔ اور نظری اپنے اشکال و خفا کی وجہ سے نظر و کسب کی محتاج ہوتی ہے۔ اور نظر کے معنی ذہنی معلومات کو اس طور سے ترتیب دینا ہے جس سے نامعلوم مطلوب حاصل ہو جائے۔ اور اس ترتیب (نظر) میں اکثر لوگوں سے مادی یا صوری حیثیت سے غلطیاں واقع ہو جاتی ہیں۔ جن سے حفاظت اور نظری مطالب کے حصول کا قابل اعتماد صحیح طریقہ بغیر کسی منضبط فن کے حاصل نہیں ہو سکتا۔ اور ذہن کو نظر کے صوری اور مادی تمام غلطیوں سے نجات دینے والا اور ذہنی معلومات سے نظری مطالب کے حصول کا صحیح طریقہ بتانے والا یہی فن منطق ہے۔ لہذا ہر انسان کو اپنی فکری غلطیوں سے حفاظت کے لئے منطق کی سخت ضرورت ہے۔

فائدہ:- یاد رکھو کہ نظری مشکل تصورات بدیہی تصورات کے ذریعہ سے حاصل کئے جاتے ہیں اور نظری تصدیقات بدیہی تصدیقات کے ذریعہ سے حاصل کئے جاتے ہیں۔ تو جن تصورات معلومہ کے ذریعہ سے تصورات مجہولہ حاصل کئے جائیں اُن کو

معرف کہتے ہیں اور جن تصدیقات معلومہ کے ذریعے سے نامعلوم تصدیقات حاصل کیئے جائیں ان کو حجۃ کہتے ہیں اور منطق میں بالذات انہی معرف و حجت سے بحث کی جاتی ہے۔

ابتدا سے لے کر یہاں تک جو تمہیدی بیان تم نے پڑھا اس میں منطق کی تعریف غرض وغایۃ۔ ضرورت۔ موضوع وغیرہ اجمالی طور سے معلوم ہو گیا۔ اب نقشہ کے ذریعے سے یہ اور مقدمہ کے متعلق باقیماندہ امور پیش کیئے جاتے ہیں۔ اور پھر ہر ایک کی ترتیب وار تعریفیں لکھی جائیں گی ان کو خوب سمجھ کر یاد کر لو۔





تعریفات وفوائد

مقدمہ: مقدمہ ایسے چند امور کا مجموعہ ہوتا ہے جن کے جاننے سے حصولِ مضامین کتاب میں سہولت وبصیرت پیدا ہوتی ہے۔

علم یا تصور مطلق: وہ صورت ذہنی ہے جو کسی چیز سے ذہن میں آئے۔ حالت ادراکی۔ منشائے انکشاف۔ حاضر عند المدرک سے بھی علم کی کلی تعبیر کرتے ہیں۔

تصور: یا تصور ساذج۔ وہ ذہنی صورت یا صورتیں ہیں جن میں حکم (ایجاب یا سلب کا جزمی فیصلہ) موجود نہ ہو۔

تصدیق :- وہ ذہنی چند صورتیں ہیں جن میں حکم موجود ہو یا اعتقاد کا وہ جزمی فیصلہ ہے جو چند تصورات کے اتحاد یا عدم اتحاد کے بارے میں کیا جائے۔

حکم :- چند تصورات میں اتحاد یا عدم اتحاد کا جزمی فیصلہ۔ قدماء اسی کو تصدیق کہتے ہیں۔

نظری :- وہ تصور یا تصدیق جو خفی اور مشکل ہونے کی وجہ سے نظر پر موقوف ہو۔

بدیہی :- وہ تصور یا تصدیق جو ظاہر اور آسان ہونے کی وجہ سے نظر پر موقوف نہ ہو۔

نظر :- معلومات ذہنیہ کو اس لئے ترتیب دینا کہ ان سے نامعلوم مطلوب حاصل ہو جائے۔

منطق کی تعریف :- منطق ایسا قانونی علم ہے جس کے قوانین کی پیروی سے تعریفات واستدلالات میں فکری غلطیوں سے حفاظت ہوتی ہے۔

غرض وغایۃ :- اس علم کی غرض وغایۃ یہ ہے کہ تعریفات واستدلالات میں ہم فکری غلطیوں سے محفوظ رہیں۔

حاجت یا ضرورت :- نظری مطالب کے حصول میں اکثر غلطیاں واقع ہو جاتی ہیں اس لئے ان غلطیوں سے حفاظت کے لئے منطق کی ضرورت واقع ہوئی۔

وجہ تسمیہ :- نطق کے معنی سمجھنے اور بولنے کے ہیں چونکہ یہ علم ظاہری اور باطنی (فہم) دونوں قسم کے نطق کو تقویت دیتا ہے اس لئے اس کو منطق کہتے ہیں۔ اور چونکہ صحیح فکر کو غلط سے ممتاز بھی کرتا ہے اس لئے اس کو میزان بھی کہتے ہیں۔

نوعیت علم :- اس میں اختلاف ہے کہ منطق حکمت کی کونسی قسم میں سے ہے مگر صحیح یہ ہے کہ یہ حکمت نظری الٰہی سے ہے۔

رتبۂ تعلمی :۔ قدماء نے اس کا درجۂ تعلمی بعد تہذیب الاخلاق و ہندسہ رکھا ہے مگر حکماء اسلام نے اس کا رتبۂ تعلیم حفظ قرآن وصرف ونحو وادب ومسائل دینیہ بقدر ضرورت و ہندسہ کے بعد مقرر کیا ہے۔

مطلق موضوع : ہر علم کا موضوع وہ شئے یا اشیاء ہوتی ہیں جن کے حالات سے اس علم میں بحث کی جاتی ہے۔

منطق کا موضوع :۔ وہ معلومات تصوریہ وتصدیقیہ ہیں جن کے ذریعہ سے نامعلوم تصورات وتصدیقات حاصل کئے جاتے ہیں۔

مؤلف یا موجد اوّل :۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت سے ۳۲۲ سال قبل ایتھنز دارالسلطنت یونان میں حکیم ارسطاطالیس (ارسطو) بہت بڑا مدبر حکیم گذرا ہے جو اسکندر اعظم کا استاد اور وزیر بھی تھا اس جلیل القدر حکیم نے اسکندر اعظم کے حکم سے سب سے پہلے منطق وحکمت کے اصول وقواعد مقرر کئے۔

اسلامی دور میں جبکہ خلفاء بغداد نے فنون حکمیہ یونانی سے تراجم کے ذریعہ سے عربی میں منتقل کرا چکے تو حکماء اسلام نے اس فن کو بڑی ترقی دی یہاں تک کہ چوتھی صدی ہجری میں حکیم ابونصر فارابی نے اس علم کو ایک مدوّن اور مکمل فن کی شکل میں دنیا کے سامنے پیش کیا۔ اس واسطے ارسطو کو معلم اول اور فارابی کو معلم ثانی کے لقب سے یاد کرتے ہیں۔ اس کے بعد پانچویں صدی ہجری میں جب کہ فارابی کا کتبخانہ جل چکا تھا اور دنیا ان فنون کی ضرورت محسوس کر رہی تھی۔ تو اسلام کا دوسرا مایۂ ناز حکیم ابو علی ابن سینا اس خدمت کے لئے کھڑا ہوا۔ اس نے منطق اور تمام فنون حکمیہ از سر نو مرتب کرکے ان کے اصول وضوابط کو پہلے سے بھی زیادہ مکمل وبہتر صورت سے منضبط کیا

یہ بزرگ فنون حکمیہ کے معلم ثالث اور شیخ الرئیس کے معزز لقب سے مشہور ہیں۔ جو مختلف فنون میں تقریباً چالیس ضخیم تصانیف کے مصنف ہیں۔

الفاظ کی بحث

تمہید:- منطق میں معانی (معرّف وحجۃ) سے بحث کی جاتی ہے اس لحاظ سے منطقی کا الفاظ کی بحث میں مشغول ہونا گویا زیر بحث مضمون کو چھوڑ کر اجنبی بحث میں پڑنا ہے۔ مگر چونکہ معانی کی فہم و تفہیم الفاظ کے بغیر دشوار ہے۔ اس لئے فہم و تفہیم کی سہولت کے لئے مضامین سے پہلے بطور مقدمہ الفاظ مصطلحہ کا بیان بھی مفید و مناسب ہے۔ اور چونکہ الفاظ کی بحث اس لئے لائی جاتی ہے کہ وہ معانی پر دلالت کرتے ہیں اس بنا پر سب سے پہلے دلالت سے بحث شروع کی جاتی ہے۔

دلالت کی بحث

تمہید:- تمام موجودات پر غور کرنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان میں بعض اشیاء کے درمیان ایسا تعلق و ارتباط پایا جاتا ہے جس کی وجہ سے ان میں سے ایک چیز کے جاننے سے دوسری چیز کا جاننا لازم آتا ہے۔ مثلاً آگ اور دھویں میں ایسا تعلق و ارتباط پایا جاتا ہے کہ ہم جب دھواں دیکھتے ہیں تو فوراً آگ کا تصور ذہن میں محسوس کرتے ہیں۔ اس مثال میں غور کرنے سے تین چیزیں سمجھ میں آتی ہیں۔ دھواں، آگ اور دونوں میں وہ خاص تعلق و ارتباط جس کی وجہ سے دھویں کے سمجھنے سے آگ کا سمجھنا لازم آتا ہے تو ان میں دھویں کو دال۔ آگ کو مدلول۔ اور دونوں میں جو خاص

تعلق و ارتباط پایا جاتا ہے اُسے دلالت کہیں گے۔

دلالت کی تقسیم

دو چیزوں میں وہ ارتباط اور تعلق جو دلالت کا باعث ہوتا ہے وہ کبھی قدرتی ہوتا ہے یعنی اس میں کسی واضع کے تعین و تقرر کو کوئی دخل نہیں ہوتا جیسے دھویں اور آگ کا تعلق اور کبھی کسی کے تعین و تقرر سے پایا جاتا ہے جیسے تمام اسمار کا وہ تعین و تقرر جو واضعین کی طرف سے ان کے معانی کے مقابلہ میں عمل میں آیا ہے۔

اگر وہ ارتباط کسی واضع کی تعیین و تخصیص سے ہو جیسے تمام اسمار کا وہ ارتباط جو ان کے معانی کے ساتھ واضعین کی تعیین و تخصیص سے پیدا ہو گیا ہے تو اس ارتباط سے جو دلالت ہو گی اس کو دلالتِ وضعی کہیں گے۔

اور اگر وہ ارتباط کسی واضع کی وجہ سے نہ ہو بلکہ قدرتی ہو۔ تو پھر یہ دیکھنا چاہیئے کہ اگر اس تعلق و ارتباط کا باعث طبیعت ہو۔ یعنی جب کسی شئے کو مدلول عارض ہو جائے تو اس شئے کی طبیعت خود بخود دال کے اظہار پر مجبور ہو جائے۔ جیسے انسان کی طبیعت کو درد یا بخار عارض ہو جائے تو انسان کی طبیعت خود بخود آہ اوہ اور نبض کی تیزی پر مجبور ہو جاتی ہے۔ تو اس قسم کے ارتباط سے جو دلالت ہو گی اس کو دلالت طبعی کہیں گے

اور اگر وہ ارتباط تقرر واضع اور اقتضار طبع کے علاوہ کسی اور علاقہ سے ہو تو اس قسم کے ارتباط سے جو دلالت پائی جائے گی اس کو دلالت عقلی کہیں گے۔ جیسے دھویں کی دلالت آگ پر۔ ان میں سے ہر ایک کا دال اگر لفظ ہو تو دلالت لفظی کہلائے گی ورنہ غیر لفظی۔ اس اعتبار سے دلالت کی کل چھ قسمیں ہوئیں۔ وضعی لفظی، وضعی غیر لفظی

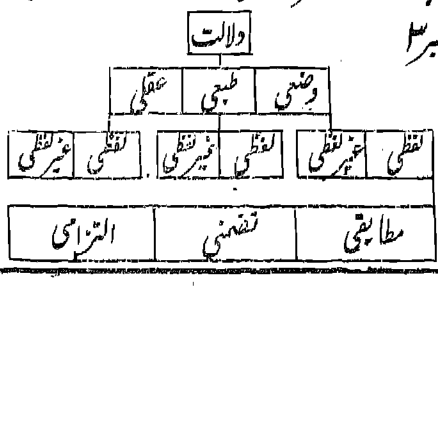
طبعی لفظی۔ طبعی غیر لفظی۔ عقلی لفظی۔ عقلی غیر لفظی جن کے الگ الگ امثلہ نقشہ میں دکھائے جائیں گے۔ دلالت کے ان چھ اقسام میں سے وضعی لفظی ہی زیادہ کارآمد اور مستعمل ہے جس کے اقسام نیچے لکھے جاتے ہیں۔

دلالت لفظی وضعی کے اقسام

دلالت لفظی وضعی کی تین قسمیں ہیں مطابقی۔ تضمنی۔ اور التزامی۔ کیونکہ جو لفظ اپنے پورے معنی موضوع لہ پر دلالت کرتا ہو تو اس کو دلالت مطابقی کہتے ہیں اور جو لفظ کہ اپنے مرکب معنی کے کسی ایک جزء پر دلالت کرتا ہو تو اسکو دلالت تضمنی اور اگر اپنے معنی کو لوازمات خارجیہ میں سے کسی لازم پر دلالت کرتا ہو تو اسکو دلالت التزامی کہیں گے۔ مثلاً اگر ہم فرض کریں کہ انسان کے پورے معنی "حیوان ناطق" ہیں اور ضاحک و کاتب اسکے لوازمات ہیں تو جب انسان کا لفظ کہہ کر اس سے اسکے پورے معنی حیوان ناطق مراد لئے جائیں تو یہ دلالت مطابقی ہوگی اور اگر صرف حیوان یا ناطق مراد لیا جائے تو یہ دلالت تضمنی اور اگر ضاحک یا کاتب مراد لیا جائے تو یہ دلالت التزامی کہلائے گی۔

اب تمہاری سہولت کے لئے نیچے دو نقشے لکھے جاتے ہیں ایک نقشہ میں اقسام دلالت کی صرف ترتیب بتلائی گئی ہے۔ اور دوسرے میں ترتیب اور امثلہ دکھائے گئے ہیں اور نیچے ترتیب وار تعریفیں لکھی گئی ہیں ان کو خوب سمجھ کر یاد کرلو۔

نقشہ نمبر ۳



نقشہ نمبر ۴

اقسام دلالت			امثلہ	
			دال	مدلول
وضعی	لفظی	مطابقی	انسان	حیوان ناطق
		تضمنی	انسان	یا حیوان یا ناطق
		التزامی	انسان	ضاحک یا کاتب
	غیر لفظی		دوال اربعہ سبز یا لال جھنڈا	دوال اربعہ کے مدلولات رستہ کھلا یا بند ہے
طبعی	لفظی		آہ اوہ کرنا۔ آواز سے رونا قہقہہ لگانا	درد یا غم خوشی
	غیر لفظی		نبض کا تیز چلنا بدن کی حرارت	بخار
عقلی	لفظی		دیوار کے پیچھے غیر مفہوم انسانی آواز	کسی انسان کا وجود
	غیر لفظی		دھواں۔ ابر	آگ۔ بارش

تعریفات

دلالت :۔ دو چیزوں میں ایسا ربط و تعلق ہونا جس کی وجہ سے ایک کے جاننے سے دوسرے کا جاننا لازم آتا ہو۔

دلالت وضعی:۔ کسی واضع کی تعیین وتخصیص سے دو چیزوں میں ایسا تعلق ہونا جسکی وجہ سے ایک کے سمجھنے سے دوسرے کا سمجھنا لازم آتا ہو۔

دلالت طبعی:۔ دو چیزوں میں اقتضا طبعی سے ایسے ربط وتعلق کا ہونا جو دلالت کا موجب ہو۔

دلالت عقلی دو چیزوں میں وضع اور اقتضا طبع کے علاوہ ایسے ربط وتعلق کا ہونا جو موجب دلالت ہو۔

دلالت لفظی وغیر لفظی:۔ جس دلالت میں دال لفظ ہو اس کو دلالت لفظی کہتے اور اگر دال غیر لفظ ہو تو دلالت غیر لفظی کہتے ہیں۔

دلالت مطابقی:۔ وہ دلالت لفظی وضعی ہے جس میں لفظ اپنے پورے معنے پر دلالت کرے۔

دلالت تضمنی:۔ وہ دلالت لفظی وضعی ہے جس میں لفظ اپنے مرکب معنی کے کسی ایک جزء پر دلالت کرے۔

دلالت التزامی:۔ وہ دلالت لفظی وضعی ہے جس میں لفظ اپنے معنے کے لوازمات خارجیہ میں سے کسی لازم پر دلالت کرے۔

تنبیہ:۔ جس لفظ کے معنے مرکب ہوں اور معنے کے لئے کوئی عقلی یا عرفی لازم بھی ہو تو جب لفظ کہہ کر اس کے پورے معنی مع لازم مراد لئے جائیں گے اس وقت مطابقی تضمنی۔ التزامی تینوں دلالتیں ایک ساتھ صادق آئیں گی۔

اور جہاں لفظ کے معنے تو مرکب ہوں مگر معنے کا کوئی لازم نہ ہو تو اس وقت دلالت مطابقی وتضمنی تو صادق آئیں گی مگر التزامی صادق نہ آسکے گی۔ اور جہاں لفظ کے معنے وا

بسیط ہوں مگر کوئی عقلی یا عرفی لازم رکھتا ہو تو اس وقت مطابقی و التزامی تو صادق آئیں گی مگر تضمنی صادق نہیں آسکے گی۔ اور جہاں لفظ کے معنی واحد بسیط ہوں اور کوئی لازم بھی نہ رکھتا ہو تو اس وقت صرف دلالت مطابقی صادق آئے گی مگر تضمنی والتزامی صادق نہ آسکیں گی۔

اس سے معلوم ہوا کہ تضمنی اور التزامی تو مطابقی کے بغیر صادق نہیں آسکتیں مگر مطابقی کا ان کے بغیر صادق آنا ممکن ہے۔

لفظ کی تقسیم

تمہید:۔ ہم آپس میں بات چیت کرتے ہیں تو اس میں مفرد الفاظ بھی استعمال کرتے ہیں اور مرکب بھی۔ اس لئے افہام و تفہیم کے لئے مفرد و مرکب اور نیز ان کے اقسام کا جاننا ضروری ہے۔ مفرد و مرکب میں امتیاز کے لئے آسان ترکیب یہ ہے کہ جس لفظ کے متعلق تم یہ معلوم کرنا چاہو کہ یہ مفرد ہے یا مرکب۔ تو پہلے یہ غور کرو کہ وہ لفظ زید۔ کتاب قلم کی طرح تنہا ایک ہی لفظ ہے یا زید آیا۔ کتاب لاؤ۔ قلم رکھو کی طرح چند الفاظ کا مجموعہ ہے اگر چند الفاظ کا مجموعہ ہے۔ تو پھر اس پر غور کرو کہ اس مجموعہ کے ہر لفظ سے ترکیب کے وقت وہی معنے مراد لئے گئے ہیں جو ترکیب سے قبل تھے یا نہیں۔

اگر وہ لفظ ایسے چند الفاظ کا مجموعہ ہو کہ جن معانی پر حالت انفرادی میں وہ دلالت کرتے تھے انھیں معانی پر حالت ترکیبی میں بھی دلالت کرتے ہوں تو اس کو مرکب کہیں گے جیسے میری کتاب الماری میں رکھو کہ اس جملے میں پانچ لفظ جوڑے گئے ہیں اور ہر لفظ کے وہی معنی مراد ہیں جو انفرادی حالت میں مراد تھے۔ اور اگر وہ لفظ لفظاً تنہا ایک ہی

لفظ ہو جیسے زید - یا چند الفاظ سے مرکب ہو مگر اس میں ہر لفظ سے وہ معنے مراد نہ ہوں جو انفرادی حالت میں مراد تھے تو اس کو مفرد کہیں گے جیسے کسی کا نام عبداللہ یا حیوان ناطق رکھا جائے تو ظاہر ہے کہ جب اس کو عبداللہ یا حیوان ناطق کہہ کر پکارا جائے گا تو پکارنے والے کی غرض محض وہ شخصیت ہوگی جس کیلئے یہ اسمارکھے گئے ہونگے - نہ یہ کہ اے اللہ کے بندے یا اے بولنے والے جاندار - مفرد اور مرکب میں امتیاز کیلئے یہی آسان ترکیب ہے جس سے ہر شخص آسانی سے مفرد و مرکب میں تمیز کر سکتا ہے - اسکے ساتھ مفرد و مرکب کی وہ مشہور تعریفیں بھی یاد رکھو جو مندرجہ ذیل طریقہ سے بیان کیجاتی ہیں .

مفرد وہ لفظ ہے جس کے جز کی دلالت معنے کے جز پر مقصود نہ ہو جیسے زید اور عبداللہ

اور مرکب وہ لفظ ہے جس کے جز کی دلالت معنے کے جز پر مقصود ہو جیسے الماری میں کتاب رکھو - یعنی مرکب لفظ وہ ہے کہ لفظ بھی جز رکھتا ہو اور معنی بھی جز رکھتا ہو - پھر لفظ کا جز معنے کے جز پر دلالت بھی کر سکتا ہو - اور مذکور دلالت لفظ میں مقصود بھی ہو - اور اگر ان چاروں شرطوں میں سے ایک شرط بھی گھٹ جائے تو لفظ مفرد ہوگا - مثلاً أ (ہمزہٴ استفہام) مفرد ہے کیونکہ لفظ کا ہی جز نہیں - اللہ مفرد ہے کیونکہ معنے کا جز نہیں - انسان - مفرد ہے کیونکہ لفظ کا جز (اِنْ یا سَانْ) معنے کے جز و (حیوان یا ناطق) پر دلالت نہیں کر سکتا - عبداللہ - مفرد ہے کیونکہ حالت انفرادی میں اگرچہ لفظ کا جز (عَبْدُ اللہ) اپنے معنے پر دلالت کر سکتا ہے مگر علمی حالت میں وہ دلالت قصد نہیں کی جاتی بلکہ پورے لفظ سے ایک مخصوص شخصیت مراد ہوتی ہے - اور الماری میں کتاب رکھو، مرکب ہے کیونکہ اس میں چاروں شرطیں موجود ہیں .

مفرد کی تقسیم

لفظ مفرد کی تین قسمیں ہیں اسم۔ کلمہ اور ادات جنکی تفصیل صرف ونحو میں اور بقدر ضرورت حصۂ اول میں تم پڑھ چکے ہو اس لئے یہاں دوبارہ اعادہ کی ضرورت نہیں۔ مفرد کی اس تقسیم کے بعد ابھی مفرد کی دوسری تقسیم چھ اقسام کی طرف کی جاتی ہے۔ ان اقسام ششگانہ ہیں اگرچہ بعض اقسام حرف اور فعل میں بھی پائے جاتے ہیں مگر چونکہ پورے اقسام صرف اسم ہی میں پائے جاتے ہیں۔ اس لئے تکلفات سے بچنے کے لئے اسم ہی کو ان کا مقسم قرار دیا جاتا ہے۔

اسم کی تقسیم

اسم اپنے معنی کے وحدت وکثرت کے اعتبار سے دو قسم پر ہے۔ متحد المعنے اور متکثر المعنے۔ اسم متحد المعنے وہ ہے جس کے ایک ہی معنے ہوں۔ اور متکثر المعنے وہ ہے جس کے ایک سے زائد کئی معانی متصور ہو سکیں۔

اسم متحد المعنے کی تقسیم

اسم متحد المعنی کی تین قسمیں ہیں۔ علم۔ متواطی اور مشکک۔ کیونکہ جس اسم کے ایک ہی معنے ہوں اگر وہ اسم کسی معین شخصی معنے کے لئے ابتدائً وضع کیا گیا ہو جیسے احمد۔ زید۔ عبداللہ وغیرہ تو اس کو علم کہیں گے۔

اور اگر ایسے عام کلی معنے کے لئے وضع کیا گیا ہو جو کثیر افراد پر صادق آنے کی

صلاحیت رکھتا ہو تو اس کلی معنے پر غور کرنا چاہیئے کہ وہ اپنے تمام افراد پر بلا کسی تفاوت
کے برابر صادق آتا ہے یا کسی تفاوت کے ساتھ۔ اگر وہ اپنے تمام افراد پر بلا کسی تفاوت
کے برابر صادق آتا ہو جیسے "انسان" جو اپنے بڑے چھوٹے کالے گورے امیر فقیر
تمام افراد پر یکساں صادق آتا ہے تو اس کو "متواطی" یا کلی متواطی کہیں گے۔ اور اگر وہ
اپنے افراد پر اولویت۔ اولیت۔ شدت۔ زیادت میں سے کسی قسم کے تفاوت
سے صادق آتا ہو جیسے "وجود" کہ اس کا صدق اللہ کے وجود پر اولیٰ ہے کیونکہ وہ
واجب اور ذاتی ہے اور باقی تمام ممکنات کے وجود پر ادنیٰ ہے کیونکہ وہ ممکن اور
عارضی ہے۔ اسی طرح وجود کا صدق اللہ کے وجود پر اول ہے کیونکہ وہ علۃ ہے
اور ممکنات کے وجود پر مؤخر ہے کیونکہ وہ معلول ہے۔ یا جیسے سیاہی کہ اس کا
صدق بعض افراد پر زائد اور شدید ہے جیسے کوا بھجنگا وغیرہ اور بعض افراد پر کم اور
ضعیف ہے جیسے کالی بھینس وغیرہ۔ اسی طرح سفیدی۔ زردی وغیرہ کو فرض کیجئے
تو اس کو مشکک یا کلی مشکک کہیں گے۔

اسم متکثر المعنے کی تقسیم

جس اسم کے ایک سے زائد کئی معانی متصور ہو سکتے ہیں۔ اس کی بھی تین قسمیں
ہیں۔ مشترک۔ منقول اور حقیقۃ و مجاز۔ کیونکہ جس لفظ کے معنی میں کثرت متصور ہو
تو اس پر غور کرنا چاہیئے کہ اگر وہ لفظ ان کثیر معانی میں سے ہر ایک کے لئے جدا جدا
بلا کسی مناسبت کے وضع کیا گیا ہو جیسے لفظ "عین" جو آنکھ۔ آفتاب چشمہ۔ گھٹنہ۔
سونا چاندی۔ وغیرہ میں سے ہر ایک کے لئے بلا کسی مناسبت کے وضع کیا گیا ہے

تو اس کو مشترک کہیں گے۔

اور اگر وہ لفظ ابتداءً تو اُن معانی میں سے صرف ایک ہی کے لئے وضع کیا گیا ہو۔ مگر پھر کسی مناسبت کی وجہ سے دوسرے معنے میں مستعمل ہونے لگا ہو۔ تو پھر یہ خیال کرنا چاہیئے کہ اگر دوسرے معنے میں مستعمل ہونے کے بعد پہلے معنے میں اس کا استعمال یکلخت ترک کیا گیا ہو جیسے لفظ دابّہ کے ہر اس جاندار کے لئے وضع کیا گیا تھا جو زمین پر چلتا پھرتا ہو مگر پھر عرف عام نے وہ معنے یکلخت ترک کئے اور صرف ان چوپایوں میں استعمال کرنے لگے جو گدھے گھوڑے کی طرح بوجھ اٹھانے کے کام آتے ہیں تو اس کو منقول کہیں گے۔

اور اگر اس لفظ کے اصلی موضوع لہٗ معنے ترک نہ کئے گئے ہوں بلکہ اصلی اور نقلی دونوں معنوں میں مستعمل ہوتا ہو جیسے اسد (شیر) کہ ایک بہادر طاقتور جنگلی جانور کے لئے وضع کیا گیا ہے مگر عرف عام میں بہادر طاقتور آدمی میں بھی استعمال کرتے ہیں تو یہ لفظ جب اپنے اصلی موضوع لہٗ معنے (شیر) میں استعمال کیا جائے گا تو حقیقۃ کہلائے گا اور جب نقلی معنے (بہادر آدمی) میں استعمال کیا جائے گا تو مجاز کہلائے گا۔

ہدایات (۱) اسم متحد المعنے کے تینوں اقسام تو صرف اسم ہی میں پائے جاتے ہیں مگر متکثر المعنے کے تینوں اقسام (مشترک۔ منقول۔ حقیقۃ۔ مجاز) جس طرح کہ اسم میں پائے جاتے ہیں اسی طرح فعل و حرف میں بھی پائے جاتے ہیں۔

(۲) چونکہ مشترک کی نسبت اپنے تمام معانی میں برابر ہے اس لئے اس میں مطلوبہ معنے کے تعین کے لئے قرینہ کی ضرورت ہوگی۔

(۳) حقیقۃ و مجاز میں چونکہ اصلی معنے موضوع لہٗ اور نقلی غیر موضوع لہٗ ہوتا ہے

اس لئے لفظ سے حقیقی معنے مراد لینے کے لئے تو قرینہ کی ضرورت نہ ہوگی مگر مجازی معنے اس وقت مراد لیا جائے گا جب کوئی ضرورت یا قرینہ موجود ہو۔

(۴) منقول اپنے ناقل کے اعتبار سے تین قسم پر ہے۔ منقول شرعی۔ عرفی اور اصطلاحی۔

منقول شرعی وہ لفظ ہے جس کو اصلی معنے سے دوسرے معنے کی طرف منتقل کرنے والے اہل شرع ہوں جیسے۔ صلوٰۃ۔ زکوٰۃ۔ صوم۔ حج۔ کہ جن کے معانی مطلق دُعا۔ طہارت پاکی۔ امساک رکاوٹ۔ اور قصد کے تھے مگر اہل شرع نے ان میں کچھ قیود و شرائط لگا کر نئے معانی پیدا کر لئے۔

منقول عرفی اس کو کہتے ہیں جس کا ناقل عرف عام ہو جیسے دابہ کہ اصل میں روئے زمین پر چلنے پھرنے والے ہر جاندار کے لئے موضوع تھا مگر عرف عام نے اُن چوپایوں میں خاص کیا جو گدھوں گھوڑوں کی طرح بوجھ اٹھانے کے کام آتے ہیں۔

منقول اصطلاحی اس کو کہتے ہیں جس کا ناقل شرع اور عرف عام کے علاوہ کوئی خاص فرقہ و جماعت ہو جیسے اسم۔ فعل۔ حرف۔ کہ اصل میں بلندی۔ کام۔ طرف کو کہتے تھے مگر صرفیوں اور نحویوں نے اپنی اصطلاح میں خاص خاص کلمات کے لئے مقرر کئے۔

مرکب کی تقسیم

تمہید: جس طرح کہ تمام معاشرتی و تمدنی امور کے متعلق کچھ نہ کچھ ایسے قیود و شرائط مقرر ہیں جن کی پابندی موجب تحسین اور خلاف ورزی باعث تذلیل و ملامت

سمجھی جاتی ہے۔

اسی طرح تکلم اور گفتگو کے لئے بھی کچھ قیود مقرر ہیں۔ مثلاً متکلم کا فرض منصبی یہ ہے کہ وہ سمجھائے اور مخاطب کا فرض منصبی یہ ہے کہ وہ سمجھے۔ اگر متکلم زیر بحث مضمون کو اتنے الفاظ کے ذریعہ بیان کرے جن سے ایک متوسط فہم کا مخاطب اس مضمون کو سمجھ سکے۔ تو اس قدر کہنے سے متکلم اور مخاطب اپنا اپنا فرض منصبی (سمجھنے اور سمجھانے کا) ادا کر چکیں گے۔ اور اب اگر وہ دونوں سلسلۂ گفتگو منقطع کر لیں تو ان پر اپنے اپنے فرض منصبی کے متعلق کوئی ملامت عائد نہ ہوگی۔

لیکن اگر متکلم نے اب تک ایسے الفاظ نہیں کہے جن سے متوسط فہم کا مخاطب زیر بحث مضمون سمجھ سکے۔ تو ایسی حالت میں کلام کو ناتمام چھوڑ کر سلسلۂ گفتگو منقطع کرنا دونوں کے فرض منصبی کے خلاف ہوگا۔ کہ متکلم سمجھانے سے قبل ساکت کیوں ہوا اور مخاطب نہ سمجھنے پر بھی سوال سے خاموش کیوں رہا۔ اس واسطے ایسی حالت میں دونوں کا سکوت عرفاً ناجائز اور غیر صحیح تصور کیا جائے گا۔ اس تمہید کے بعد اب سمجھو کہ مرکب کی دو قسمیں ہیں مرکب تام اور مرکب ناقص۔ مرکب تام اس کو کہتے ہیں جس کے سننے سے مخاطب کو کسی چیز کی طلب یا کسی خبر کا علم حاصل ہو جائے اسی لئے متکلم اور مخاطب کا سکوت بھی اس پر صحیح ہوتا ہے جیسے احمد اچھا لڑکا ہے اس نے معین المنطق یاد کی۔ وہ امتحان میں نمبر اول آیا۔ مرکب ناقص اس کو کہتے ہیں جس کے سننے سے مخاطب کو نہ کسی چیز کی طلب اور نہ کسی خبر کا علم حاصل ہو۔ اور چونکہ اس سے متکلم اور مخاطب کا فرض منصبی (سمجھنا اور سمجھانا) ادا نہیں ہوتا اس لئے اس پر دونوں کا سکوت بھی عرفاً صحیح نہیں ہوتا۔ جیسے زید کی کتاب گھر میں

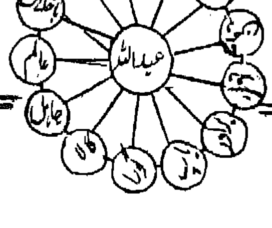
صندوق پر۔ زید کی کتاب گھر میں صندوق پر۔ وغیرہ۔ بلکہ متکلم کو آگے "تھے یا نہیں ہے" ملانا چاہیئے اور مخاطب کو متکلم سے کلام کے جاری رکھنے کا مطالبہ کرنا چاہیئے

مرکب تام کی تقسیم

تمہید۔ مرکب تام کی دو قسمیں ہیں خبر اور انشار۔ خبر یا قضیہ اس قول کو کہتے ہیں جو صدق اور کذب دونوں کا احتمال رکھے یا جس کے کہنے والے کو سچا یا جھوٹا کہہ سکیں۔ انشار اس کو کہتے ہیں کہ نہ احتمال صدق و کذب رکھے اور نہ اس کے کہنے والے کو سچا یا جھوٹا کہہ سکیں۔

اب یہ امر بحث طلب ہے کہ خبر صدق و کذب کا احتمال کیوں رکھتا ہے اور انشار کیوں نہیں رکھتا۔ تو اس کے لئے خود صدق و کذب کی ماہیت کے متعلق تحقیق کی ضرورت ہے۔

اس عالم ہستی کے موجودات میں سے خواہ کسی موجود کو معین کر لو۔ اور باقی تمام موجودات کو اس کی طرف منسوب کر لو۔ تو تم کو صاف نظر آئے گا کہ وہ تمام موجودات کے ساتھ۔ تھے۔ نہیں ہے۔ اتحاد۔ عدم اتحاد۔ رشتہ۔ عدم رشتہ۔ وغیرہ خاص تعلقات اور نسبتوں میں جکڑا ہوا ہے۔ جس طرح کہ نقشہ میں ایک شخص "عبداللہ" کو چند موجودات کے ساتھ بطور تمثیل خاص نسبتوں کے ساتھ مربوط دکھایا گیا ہے۔



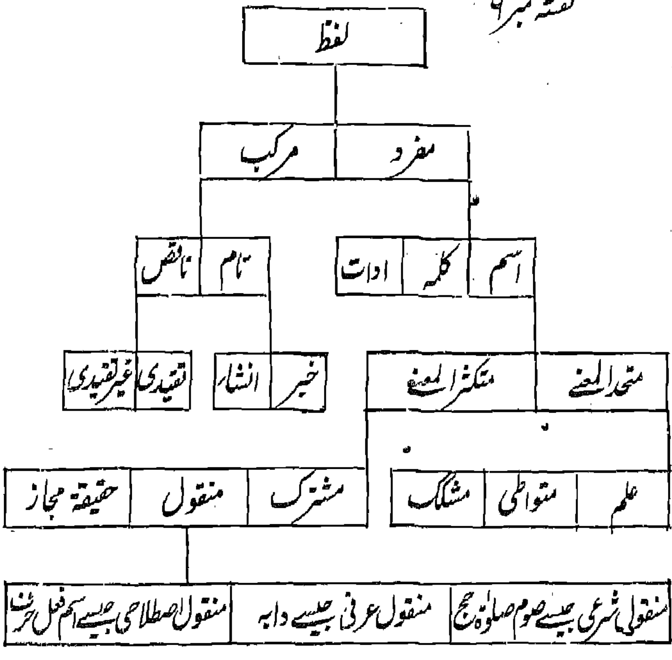
اب اگر ہم اپنے کلام میں عبداللہ کے ساتھ ان اشیاء کا وہی تعلق اور نسبت ظاہر کریں جن کے ساتھ وہ واقع میں موصوف ہے تو ہمارا کلام سچا سمجھا جائے گا جس کی وجہ سے ہم بھی سچے کہے جائیں گے۔ اور اگر ہم اپنے کلام میں ایسی نسبت ظاہر کریں جو عبداللہ کے ساتھ اس شئے کی واقعی نسبت کے خلاف ہو تو ہمارا کلام جھوٹا تصور کیا جائے گا جس کی وجہ سے ہم بھی جھوٹے کہے جائیں گے۔ اس سے ثابت ہوا کہ صدق و کذب کا اصلی باعث واقعی نفس الامری نسبت کی موجودگی ہے جو تمام خبری جملوں میں موجود ہے۔ اور کلامی نسبت کی واقعی نسبت کے ساتھ مطابقت کو صدق کہتے ہیں۔ اور مخالفت کو کذب۔ اور تمام خبری جملوں میں چونکہ واقعی نسبت موجود ہوتی ہے اس لئے وہ صدق و کذب کا احتمال بھی رکھتے ہیں اور انشاء میں چونکہ واقعی نفس الامری نسبت نہیں ہوتی بلکہ اس میں نئی نسبت کے ایجاد کا مطالبہ ہوتا ہے اس لئے وہ صدق و کذب کا احتمال بھی نہیں رکھتا۔

مرکب ناقص کی تقسیم

مرکب ناقص کی ویسے تو بہت سی قسمیں ہیں۔ مگر تعلیمی سہولت کے لئے تمام اقسام کو صرف دو ہی قسموں میں داخل کرتے ہیں تقییدی اور غیر تقییدی۔ مرکب تقییدی اس مرکب ناقص کو کہتے ہیں جس میں ایک جزء دوسرے کی قید ہو جیسے ترکیب اضافی (غلامُ زیدٍ) یا ترکیب توصیفی (رجلٌ فاضلٌ) میں ایک جزء دوسرے کی قید ہے۔ اور غیر تقییدی اس مرکب ناقص کو کہتے ہیں جس میں ایک جزء دوسرے کی قید نہ ہو جیسے اَحَدَ عَشَرَ۔ اور بارہ۔ قلم پر۔ گھر میں۔ وغیرہ اب بحث الفاظ کے متعلق ضروری امور

ترتیب وار نقشہ کے ذریعہ سے دکھائے جاتے ہیں اور پھر ترتیب وار مختصر تعریفیں لکھی جائیں گی ان کو خوب سمجھ کر یاد کر لو۔

نقشہ نمبر ۶



تعریفات و فوائد

مفرد کی آسان تعریف ۔ مفرد وہ لفظ ہے جو لغۃً ایک ہی لفظ ہو یا چند الفاظ کا ایسا مجموعہ ہو جس کے اجزا سے وہی معنی مراد نہوں جو ترکیب سے پہلے تھے۔

مرکب کی آسان تعریف ؛۔ مرکب ایسے چند لفظوں کا مجموعہ ہے جس کے اجزا

سے وہی معنی مراد ہوں جو ترکیب سے قبل مراد تھے ۔
مفرد کی مشہور تعریف :۔ مفرد وہ لفظ ہے جس کے جز کی دلالت معنے کے جز پر مقصود نہ ہو ۔
مرکب کی مشہور تعریف :۔ مرکب وہ لفظ ہے جس کے جز کی دلالت معنے کے جز پر مقصود ہو ۔
اسم :۔ وہ لفظ ہے جو تنہا اپنے معنے پر دلالت کرے اور ہیئت* تصریفی کے اعتبار سے کسی زمانے پر دلالت نہ کرے جیسے انسان وغیرہ ۔
کلمہ :۔ یا فعل وہ لفظ ہے جو تنہا اپنے معنے پر دلالت کرے اور ہیئت تصریفی کے اعتبار سے کسی زمانہ پر دلالت بھی کرتا ہو جیسے ضَرَبَ ۔ مارا ۔
اداۃ :۔ یا حرف وہ لفظ ہے جو تنہا نہ اپنے معنے پر دلالت کرسکتا ہو اور نہ کسی زمانہ پر ۔
متحد المعنے :۔ وہ لفظ ہے جس کے ایک ہی معنے ہوں اور اس کی تین قسمیں ہیں علَم ۔ متواطی ۔ مشکک ۔
متکثر المعنے :۔ وہ لفظ ہے جس کے متعدد معانی ہوں اور اس کے تین اقسام ہیں مشترک منقول ۔ حقیقۃ مجاز ۔
علَم :۔ وہ متحد المعنے لفظ ہے جو واحد شخصی معنے کے لئے وضع کیا گیا ہو جیسے ۔ زید ۔ عبد اللہ وغیرہ ۔
متواطی :۔ وہ متحد المعنے لفظ ہے جس کی وضع ایسے کلی معنے کے لئے کی گئی ہو جس کا

* کلمہ کی وہ شکل وصورت جو مختلف ازمنہ پر دلالت کرنے کی غرض سے صرفی گردانوں سے پیدا ہوتی ہے ۔

صدق اپنے تمام افراد پر برابر ہو جیسے انسان حیوان وغیرہ۔
مشکک :۔ وہ متحد المعنے لفظ ہے جس کی وضع ایسے کلی معنے کے لئے کی گئی ہو جس کا صدق اپنے افراد پر متفاوت ہو جیسے سفیدی سیاہی وغیرہ
مشترک :۔ وہ متکثر المعنے لفظ ہے جو اپنے متعدد معانی میں سے ہر ایک کے لئے جدا جدا وضع کیا گیا ہو جیسے لفظ عین۔
منقول :۔ وہ متکثر المعنے لفظ ہے جو اصل میں ایک ہی معنے کے لئے وضع کیا گیا ہو مگر پھر وہ معنے ترک کئے گئے ہوں اور نئے معنے میں استعمال مشہور ہو گیا ہو جیسے دابہ۔
حقیقت :۔ وہ متکثر المعنے لفظ ہے جو اپنے اصلی معنے موضوع لہٗ میں استعمال کیا گیا ہو جیسے اسد کا استعمال جنگلی شیر میں۔
مجاز :۔ وہ متکثر المعنے لفظ ہے جو نقلی غیر موضوع لہٗ معنے میں استعمال کیا گیا ہو جیسے اسد کا استعمال بہادر آدمی میں۔
منقول شرعی :۔ وہ منقول لفظ ہے جس کے ناقل اہل شرع ہوں جیسے صلوٰۃ زکوٰۃ۔ صوم۔ حج۔
منقول عرفی :۔ وہ منقول ہے جس کا ناقل عرف عام ہو جیسے لفظ دابہ۔
منقول اصطلاحی :۔ وہ منقول ہے جس کا ناقل اہل شرع اور عرف عام کے علاوہ اور کوئی خاص فرقہ و جماعت ہو جیسے اسم فعل حرف۔
مرکب تام :۔ وہ مرکب لفظ ہے جس پر متکلم و مخاطب کا سکوت صحیح ہو۔ یا جس سے مخاطب کو کوئی طلب یا خبر معلوم ہو جائے۔

مرکب ناقص :- وہ مرکب ہے جس پر متکلم و مخاطب کا سکوت صحیح نہ ہو۔ یا جس سے مخاطب کو کوئی طلب یا خبر معلوم نہ ہو۔

خبر یا قضیہ وہ مرکب تام ہے کہ صدق و کذب دونوں کا احتمال رکھے۔ یا جس کے کہنے والے کو سچا یا جھوٹا کہہ سکیں۔

انشاء :- وہ مرکب تام ہے کہ صدق و کذب کا احتمال نہ رکھ سکے۔ یا جس کے کہنے والے کو سچا یا جھوٹا نہ کہہ سکیں۔

تقییدی :- وہ مرکب ناقص ہے جس کا ایک جز دوسرے کی قید ہو جیسے ترکیب اضافی و توصیفی میں۔

غیر تقییدی :- وہ مرکب ناقص ہے جس کا ایک جز دوسرے کی قید نہ ہو۔ جیسے احد عشر۔ قلم پر۔ گھر میں۔ وغیرہ۔

فائدہ :- دو لفظ اگر متحد المعنے ہوں جیسے لیث و اسد اور غیث و مطر تو ان کو مترادفین کہتے ہیں اور آپس کی نسبت کو ترادف۔ اور اگر مختلف المعنے ہوں جیسے انسان و فرس تو ان کو متباینین اور دونوں میں جو نسبت پائی جاتی ہے اس کو تباین کہتے ہیں۔

معانی کی بحث

تمہید :- ذہن میں جب کسی چیز کی صورت آتی ہے تو اس صورت ذہنی کو اس چیز کا علم۔ معنے۔ اور مفہوم کہتے ہیں۔

اس مفہوم کی دو قسمیں ہیں کلی اور جزئی۔ جزئی چونکہ زید عمر بکر وغیرہ کی طرح

خاص معین چیز کی صورت اور فوٹو ہوتا ہے اس لئے وہ ساری موجودات میں سے اس معین چیز کے سوا کسی پر صادق نہیں آ سکتی۔ اور کلی کے معنی میں چونکہ تعین اور تشخص نہیں ہوتا۔ اس لئے وہ اپنے معنے کی عمومیت کی وجہ سے افراد کثیرہ پر صادق آنے کی صلاحیت رکھتی ہے جو اس کلی کے افراد اور جزئیات کہلاتی ہیں۔

تم نے پڑھا ہے کہ منطق سے اصلی غرض مناسب معلومات کے ذریعہ سے مجہولات حاصل کرنا ہے اور جزئیات یہ کام نہیں دے سکتے کیونکہ اول تو جزئیات میں تباین کی وجہ سے وہ مناسبت ہی نہیں پائی جاتی جو ایک دوسرے کے حصول کا ذریعہ ہوتی ہے۔ دوم وہ اپنی کثرت کی وجہ سے اس قدر بے شمار ہیں کہ انسان اپنی مختصر سی عمر میں اس کے لاکھوں حصوں میں سے کسی ایک حصہ کے حصول پر بھی قدرت نہیں پا سکتا۔ برخلاف اس کے صرف ایک ہی کلی کی معرفت بے شمار جزئیات کے حصول کا ذریعہ بن سکتی ہے۔ اسی وجہ سے منطقی اپنی بحث صرف کلیات ہی میں محدود رکھتے ہیں اور جزئیات سے بحث ہی نہیں کرتے۔

کلی کی دو قسمیں ہیں ذاتی اور عرضی۔ ذاتی کی تین قسمیں ہیں نوع جنس اور فصل اور عرضی کی دو قسمیں ہیں خاصہ اور عرض عام۔ یہی کلیات خمس ہیں جن کی بحث کو بحث ایساغوجی کہتے ہیں۔ اور جن کا مختصر بیان حصہ اول میں تم پڑھ چکے ہو۔

بحث ایساغوجی کے بقیہ حالات کے بیان کرنے سے قبل بطور تمہید دو امر کی تشریح ضروری ہے۔ اول یہ کہ بحث ایساغوجی میں منطقی جن کلیات کو مثلا

ہیں پیش کرتے ہیں ان کو سلسلہ وار نقشہ کے ذریعہ دکھایا جائے۔ تاکہ طلبا آسانی سے فہم مطالب میں اس سے مدد لے سکیں۔

دوم یہ کہ تصورات و تصدیقات کے حصول میں جو سوال و جواب کی ضرورت پڑتی ہے اس کا طریقہ اور نیز ماہیت و حقیقت کی تشریح کی جائے۔

امر اول کے لئے سلسلہ وار کلیات کا ایک نقشہ ذیل میں دکھایا گیا ہے جس میں پانچ لائنیں ہیں پہلی لائن میں انسان سے لے کر جوہر تک سلسلہ وار کلیات دکھائی گئی ہیں۔ دوم میں ان کے معانی۔ سوم میں ان کلیات کے افراد اور چہارم میں ان کے معانی درج کئے گئے ہیں۔ اور پانچویں لائن میں ہر محاذی کلی کی مختصر کیفیت و نوعیت درج کی گئی ہے۔ اساتذہ کرام طلبہ کو مندرجہ امور ذہن نشین کرائیں۔

نقشہ نمبر ۲ ترتیب کلیات مستعملہ

کلیات مرتبہ	ماہیات کلیات: جنس	ماہیات کلیات: فصل	افراد کلیات	ماہیات افراد: جنس	ماہیات افراد: فصل	کیفیت نوعیت کلی
انسان	حیوان	ناطق	زید عمر بکر	حیوان حیوان حیوان	ناطق ناطق ناطق	تمام انسانی افراد کی نوع سلسلۂ انواع کا نوع سافل اور نوع الانواع
حیوان	جسم نامی	حساس متحرک بالارادہ	انسان فرس حمار بقر	حیوان حیوان حیوان حیوان	ناطق صاہل ناہق باقر	انسان و تمام حیوانی افراد کا جنس قریب سلسلۂ انواع کا نوع متوسط سلسلۂ اجناس کا جنس سافل

صفحہ ۳۳ کے نقشہ نمبر ۱ کا بقیہ نقشہ

کلیات مرتبہ	ماہیات کلیات		افراد کلیات	ماہیات افراد		کیفیت نوعیت کلی
	جنس	فصل		جنس	فصل	
جسم نامی	جسم	ذی نما	تمام حیوانات تمام نباتات	جسم نامی جسم	حساس متحرک بالارادہ ذی نما	تمام حیوانی افراد کا بیک مرتبہ جنس بعید، نباتات کا جنس قریب سلسلۂ انواع کا نوع متوسط سلسلۂ اجناس کا بھی جنس متوسط
جسم مطلق	جوہر	قابل للابعاد الثلاثہ	تمام حیوانات تمام نباتات تمام جمادات	جسم نامی جسم جسم	حساس متحرک بالارادہ ذی نما غیر ذی حس ولا نما	تمام حیوانی افراد کا بدو مرتبہ جنس بعید و نباتات کا بیک مرتبہ جنس بعید و جمادات کا جنس قریب سلسلۂ انواع کا نوع عالی سلسلۂ اجناس کا جنس متوسط
جوہر	ممکن الوجود *	قائم بذاتہ یا الموجود لا فی موضوع	تمام حیوانات " نباتات " جمادات " عقول " و ملائکہ	جسم نامی جسم جسم جواہر اجسام	حساس متحرک بالارادہ ذی نما غیر ذی حس و نما مجردہ عن المادۃ اجساد نورانیۃ متشکلون معصومون متقادون	تمام حیوانی افراد کا بسہ مرتبہ جنس بعید، نباتات کا بدو مرتبہ جنس بعید، جمادات کا بیک مرتبہ جنس بعید، عقول و ملائکہ کا جنس قریب سلسلۂ اجناس کا جنس عالی اور جنس الاجناس

* تفہیم کی سہولت کے لئے موجود کو جوہر کا جنس لکھا گیا ہے ورنہ حقیقۃً جوہر جنس عالی ہے جس کے اوپر کوئی جنس نہیں

مطالب اور ماہیت کا بیان

نامعلوم تصورات وتصدیقات کا حصول عام طور سے تعلیم وتعلم اور سوال وجواب ہی کے ذریعہ سے ہوتا ہے مگر سوال وجواب اس وقت مفید ہوسکتے ہیں جب کہ جواب سائل کی منشا کے مطابق ہو۔ اور سائل کا منشار معلوم کرنے کے لئے سوالیہ الفاظ کی خصوصیات کا جاننا ضروری ہے۔ تمام سوالیہ الفاظ کے اصول اور مرجع چار لفظ ہیں ہل۔ لِمَ۔ ما۔ اَیُّ۔ ان میں پہلے دو لفظ تصدیق کے لئے اور پچھلے دو تصور کیلئے مقرر ہیں۔

ہل :- اس لفظ سے کسی چیز کے وجود یا عدم کے متعلق تصدیق کا مطالبہ کیا جاتا ہے جیسے ہل الانسان کیا انسان موجود ہے یا ہل الانسان یکذب کیا انسان جھوٹ بولتا ہے؟

لِمَ :- اس لفظ سے کسی تصدیق اور حکم کی علت اور سبب دریافت کیا جاتا ہے جیسے لم یکذب الانسانُ انسان جھوٹ کیوں بولتا ہے۔؟

ما :- ما ھُوَ یا ماھِیَ سے کسی چیز کا تصور۔ ماہیت۔ حقیقت پورے معنے دریافت کئے جاتے ہیں مثلاً اگر کوئی کہے ما الانسانُ تو اس کی غرض یہ ہوگی کہ انسان کی وہ پوری حقیقت اور معنے بتلاؤ جس سے تمام موجودات میں انسان ایک ممتاز ہستی بن گئی ہے۔ تو جواب میں انسان کی حقیقت پر غور کرنا ہوگا کہ وہ حیوان ہے یعنی زمین پر چلتا پھرتا ہے۔ مگر اس معنے میں سارے حیوانات شریک تھے پھر غور کیا کہ وہ متفکر و مدبر اور بولنے والا (ناطق) بھی ہے۔ اب دونوں کو جوڑ کر حیوان ناطق (بولنے اور سمجھنے والا جاندار) بن گیا چنانچہ جواب دیا گیا کہ وہ حیوان

ناطق ہے۔ اب حیوان ناطق کو انسان کی ماہیت کہیں گے۔ گویا یہ لفظ ماہوَ سے لیا گیا ہے جس کے آخر میں یا اور تائے نسبتی لگا کر ماہیت بن گئی یعنی انسان کے وہ پورے معنے جو اَلْاِنْسَانُ مَاہُوَ کے جواب میں واقع ہوا ہے اور جس سے انسان انسان کہلانے کا مستحق ہو گیا ہے۔

"ماہُوَ" کے جواب میں اس طرح پوری ماہیت اس وقت لا سکتے ہیں جب سائل نے (انسان کی طرح) صرف ایک ہی کلی شے سے سوال کیا ہو۔ اور اگر ایک جزئی یا کئی متفق الحقائق جزئیات سے سوال کیا ہو جیسے ما زید۔ یا ما زید و عمر و بکر تو اس وقت چونکہ ان کی مختصر پوری ماہیت نوع ہی ہے اس لئے جواب میں نوع (انسان) واقع ہوگی اور اگر چند مختلف الحقائق اشیا سے سوال کیا گیا ہو جیسے الانسان والفرس والبقر ماہم تو اس صورت میں چونکہ یہ اشیا متحدہ ماہیت نہیں رکھتیں اس لئے معلوم ہوگا کہ سائل پوری ماہیت طلب نہیں کرتا ہے بلکہ ان مختلف الماہیات اشیا میں ایک عام تمام جز مشترک چاہتا ہے۔ اور چونکہ مشترک الماہیات اشیا میں تمام جز مشترک جنس ہی ہوتا ہے اس لئے جواب میں جنس (حیوان) واقع ہوگی

فائدہ:- (۱) چند مختلف الماہیات اشیا میں تمام جز مشترک وہ ہوتا ہے جس کے سوا اُن میں جز مشترک ہی نہ ہو اور اگر ہو تو پھر اس کا عین یا جز ہو مثلاً انسان و فرس میں حیوان۔ حساس۔ نامی جسم وغیرہ کئی کلیات مشترکہ طور سے صادق آ سکتے ہیں مگر حیوان کے سوا باقی کو تمام جز مشترک نہیں کہہ سکتے۔ کیونکہ باقی تمام مشارکات حیوان کے معنے میں داخل ہیں۔

(۲)۔ ماہُوَ کی مذکورہ تشریح سے ظاہر ہوا کہ اس کے جواب میں تین چیزیں

واقع ہوسکتی ہیں پوری ماہیت (حد) نوع - اور جنس -

أَيُّ :- اس لفظ سے کسی شے کا تمیز طلب کیا جاتا ہے یعنی ایسی کلی جو کسی شے کو اس کے مشارکات جنسی سے تمیز دے - مشارکات میں سے تمیز دینے والی کلی دو ہیں فصل اور خاصہ جن کے تعین جواب کے لئے سائل کے سوال پر غور کرنا چاہئے اگر سائل مثلاً "الانسان ای شئ ہو فی ذاتہ" (انسان کو ذاتی تمیز دینے والی کیا چیز ہے) سے سوال کرے تو سمجھنا چاہئے کہ وہ تمیز ذاتی طلب کرتا ہے لہذا جواب میں فصل (ناطق) لانا چاہئے اور اگر "الانسان ای شئ ہو فی عرضہ" (انسان کو عرضی طور سے تمیز دینے والی کیا چیز ہے) سے سوال کرے تو وہ تمیز عرضی طلب کرتا ہوگا لہذا جواب میں خاصہ (ضاحک یا کاتب) لانا چاہئے - سائل کے جواب میں یہی چار کلیات (جنس - نوع - فصل اور خاصہ) ہی واقع ہوسکتے ہیں -

پانچویں کلی عرض عام ہے یہ چونکہ نہ کسی چیز کو تمیز دے سکتی ہے اور نہ ماہیت بتلانے میں معاونت کرسکتی ہے اس لئے یہ تنہا تو کسی سوال کے جواب میں واقع نہیں ہوسکتی - ہاں بعض وقت کسی شئے کی متعدد عرضیات کے ملانے سے ایک مخصوص معنے پیدا ہوجاتے ہیں - مثلاً انسان کے لئے عرضی تمیز مطلوب ہو اور جواب میں کہا جائے کہ ہو مستقیم القامۃ - بادی البشرۃ - عریض الاظفار ضاحک بالطبع وغیرہ تو ان میں ہر ایک اگرچہ عرض عام ہے مگر سب کے مجموعہ سے ایک ایسے خاص معنے پیدا ہوئے جو انسان کے سوا کسی پر صادق نہیں آتے تو اس قسم کے متعدد عرض عام کو بھی (خاصہ مرکبہ سمجھ کر) عرضی تمیز کے موقع پر استعمال کرسکتے ہیں -

کلیاتِ خمس یا بحث ایساغوجی

تمہید:- تم نے اوپر پڑھا ہے کہ کلی کی دو قسمیں ہیں ذاتی اور عرضی۔ ذاتی اس کو کہتے ہیں جو اپنے افراد کی ماہیت کا عین یا جز ہو۔ یا یوں سمجھو کہ کلی ذاتی وہ ہے جس کے وجود و عدم پر ماہیت کے وجود و عدم کا دار و مدار ہو برخلاف اس کے کلی عرضی اپنے افراد کی ماہیت کی نہ عین ہوتی ہے نہ جزء۔ اور نہ اس کے وجود یا عدم سے ماہیت کے وجود یا عدم پر کچھ اثر پڑتا ہے۔

کلی ذاتی کا بیان

کلی ذاتی کی تین قسمیں ہیں جنس۔ نوع اور فصل۔ اور عرضی کی دو قسمیں ہیں خاصہ اور عرض عام پہلے کلی ذاتی کے اقسام ترتیب وار بیان کئے جاتے ہیں پھر کلی عرضی کے اقسام بیان کئے جائیں گے۔

جنس

جنس وہ کلی ہے جو اپنے افراد کی ماہیت کا جزءِ عام ہو۔ یا وہ کلی جو اپنے افراد کی ماہیات کا تمام جزءِ مشترک ہو۔ یا وہ کلی جو مختلف الحقائق افراد پر ما ہو کے جواب میں بولی جائے جیسے "حیوان" کہ جب الانسانُ وَالفرسُ وَالبقرُ ماھُم سے سوال کیا جائے تو جواب میں یہی حیوان بولا جائے گا۔ اور یہی حیوان انسان۔ فرس۔ بقر کی ماہیات کا جزءِ عام اور تمام جزءِ مشترک ہے۔

جنس کی دو قسمیں ہیں۔ قریب اور بعید جن کی معرفت کی ترکیب یہ ہے کہ جس ماہیت کی نسبت کسی جنس کا قرب یا بعد معلوم کرنا ہو تو پہلے یہ غور کرو کہ اس ماہیت کے ساتھ اس جنس میں کون کونسی ماہیات شریک ہیں اب ان مشارکات جنسی میں سے ایک ایک ماہیت اس مطلوب ماہیت کے ساتھ ملاکر ماہو سے سوال کرتے جاؤ۔ اور دیکھو اگر ہر ایک سوال میں وہی جنس جواب میں واقع ہوتی ہے تو سمجھو کہ وہ جنس اس ماہیت کی جنس قریب ہے۔ اور اگر اس ماہیت کے ساتھ بعض مشارکات کے ملانے سے تو وہ جنس جواب میں آتی ہو مگر بعض ایسے بھی مشارکات ہوں جن کے ملانے سے یہ جنس جواب میں نہ آتی ہو بلکہ دوسری آتی ہو تو سمجھو کہ وہ جنس بعید ہے مثلاً انسان کی نسبت حیوان کا قرب و بعد معلوم کرنا ہو تو پہلے انسان کے ساتھ حیوانی مشارکات کا تصور کیا کہ فرس۔ بقر۔ غنم وغیرہ انسان کے ساتھ حیوانیت میں شریک ہیں اب ہر ایک کے متعلق جُدا جُدا اس طرح سوال کرنے لگے کہ الانسان والفرس ماہما۔ الانسان والغنم ماہما۔ تو ظاہر ہے کہ ہر ایک کے جواب میں حیوان ہی آئے گا کیونکہ ان میں حیوان ہی تمام جزءِ مشترک ہے لہذا حیوان انسان کے لیے جنس قریب ہوا اب اسی انسان کی نسبت اگر جسم مطلق یا جوہر کا قرب یا بُعد معلوم کرنا ہو تو پہلے انسان کے ساتھ جسم مطلق کے مشارکات پر غور کیا تو معلوم ہوا انسان کے ساتھ مطلق جسم میں جس طرح فرس بقر شریک ہیں ویسے ہی شجر و حجر بھی شریک ہیں۔ اب ان میں سے ایک ایک کو انسان کے ساتھ ملاکر اس طرح سوال شروع کیا کہ الانسان والفرس ماہما۔ الانسان والشجر ماہما۔ الانسان والحجر ماہما۔ تو ظاہر ہے کہ پہلے سوال کی ماہیات میں تمام جزءِ مشترک حیوان ہے لہذا اس کے جواب میں

حیوان ہی آئے گا - اور دوسرے میں جسم نامی ہے لہذا اس کے جواب میں
جسم نامی آئے گا اور تیسرے میں جسم مطلق ہے لہذا اس کے جواب میں جسم مطلق آئیگا
اور اگر انسان کے ساتھ عقول یا فرشتے ملا کر یوں سوال کیا جائے کہ الانسان والعقول
والملائکۃ ماہم - تو جواب میں جوہر آئے گا کیونکہ ان ماہیات میں جوہر ہی تمام جزء مشترک
ہے - اس بیان سے معلوم ہوا کہ انسان کی نسبت حیوان جنس قریب ہے اور
جسم نامی بیک مرتبہ، جسم مطلق بدو مرتبہ اور جوہر بسہ مرتبہ جنس بعید ہے -

نوع

نوع دو قسم پر ہے - نوع حقیقی اور نوع اضافی -

نوع حقیقی - وہ کلی ذاتی ہے جس کی ماہیت اپنے افراد کی ماہیت سے
متحد ہو - یا وہ کلی جو ایک یا کئی متفق الحقائق جزئیات پر ماہو کے جواب میں
بولی جائے جیسے انسان کہ اپنے افراد (زید عمر بکر) کی ماہیات میں متحد ہے
اور جب زید ماہو - یا زید و عمر و بکر ماہم سے سوال کیا جائے تو یہی انسان
جواب میں واقع ہوتا ہے -

نوع اضافی - وہ کلی ہے جو بلا واسطہ کسی جنس کے ماتحت ہو - یا وہ کلی ہے
کہ اگر اس کے ساتھ دوسری کوئی ماہیت ملا کر ماہو سے سوال کیا جائے تو جواب
میں جنس واقع ہو - سلسلہ کلیات میں نوع حقیقی تو حیوان اور اس سے اوپر
کی کلیات پر صادق نہیں آسکتی - کیونکہ وہ مختلف الحقائق افراد پر بولی جاتی ہیں - مگر
نوع اضافی سلسلۂ کلیات میں جوہر کے سوا ہر کلی پر صادق ہے - مثلاً انسان

اس واسطے نوع اضافی ہے کہ جب الانسان والفرس ماھما سے سوال کیا جائے تو جواب میں جنس (حیوان) واقع ہوتا ہے حیوان اس واسطے نوع اضافی ہے کہ جب الحیوان و الشجر ماھما سے سوال کیا جائے تو جواب میں جنس (جسم نامی) واقع ہوتا ہے جسم نامی اس واسطے نوع اضافی ہے کہ جب الجسم النامی والحجر ماھما سے سوال کیا جائے تو جواب میں جنس (جسم مطلق) واقع ہوتا ہے جسم مطلق اس واسطے نوع اضافی ہے کہ جب (الجسم المطلق والملک ماھما) سے سوال کیا جائے تو جواب میں جنس (جوہر) واقع ہوتا ہے البتہ جوہر کو نوع اضافی نہیں کہہ سکتے کیونکہ اسکی اوپر جنس نہیں ہے

فصل

فصل وہ کلی ذاتی ہے جو اپنے افراد کی ماہیات کا جزء خاص ہو۔ یا وہ کلی ہے جو کسی ماہیت کا اس غرض کیلئے جزء بن گئی ہو کہ اس کو مشارکات جنس سے ممتاز کر دے۔ یا جو "ای شئے ہو فی ذاتہ" کے جواب میں واقع ہوتی ہو جیسے ناطق کہ انسان کی ماہیت کا جزء خاص ہے۔ اور انسان کو مشارکات حیوانی سے ممتاز کر دیتا ہے۔ اور اگر "الانسان ای شئے ہو فی ذاتہ" سے سوال کیا جائے تو یہی ناطق جواب میں واقع ہوگا اس کی دو قسمیں ہیں قریب اور بعید۔ جو فصل کہ ماہیت کو جنس قریب کے مشارکات سے تمیز دیتی ہو اس کو فصل قریب اور جو مشارکات جنس بعید سے تمیز دیتی ہو اس کو فصل بعید کہتے ہیں مثلاً ناطق انسان کی فصل قریب ہے کیونکہ وہ انسان کو مشارکات جنس قریب (حیوان) سے تمیز دیتا ہے۔ اور متحرک بالارادہ۔ یا ذی نمار۔ یا قابل الابعاد ثلثہ فصل بعید ہے کیونکہ وہ انسان کو مشارکات جنس بعید (جسم نامی یا جسم مطلق یا جوہر) سے تمیز دیتا ہے۔

فائدہ کسی شخص سے تعارف کرانے میں جس طرح پہلے اُسکے بڑے عام قبیلے یا قومیت اور وطن کا ذکر کیا جاتا ہے تاکہ ایک خاص قوم اور جماعت میں داخل ہونے سے اسکا عام انسانی ابہام گھٹ جائے۔ پھر ولدیت، پیشہ وغیرہ ایسے مخصوص امور بیان کیے جاتے ہیں جن سے مخاطب کو اس کی معرفت اور وجود کے متعلق ایک گونہ تسلی ہوجاتی ہے۔ اس کے بعد اگر اس کے اخلاق و کردار کے متعلق تفصیل کیجائے تو اگرچہ اس سے اس کی ہستی اور وجود کی معرفت میں مزید روشنی پڑے گی مگر وہ ایسے خارجی عوارضات ہوتے ہیں جن کے وجود و عدم سے اس کی ذات پر اثر نہیں پڑتا۔

ٹھیک اسی طرح ہر چیز کی تعریف میں ایک عام جز (جنس) استعمال کیا جاتا ہے جس سے اس چیز کے ابہام میں کمی تو ہوجاتی ہے مگر قلبی تردد و خلجان کے لئے اب بھی کافی ابہام موجود رہتا ہے جس کے ازالہ کے لئے ایک مخصوص جز (فصل) لایا جاتا ہے اور اس طرح اس مابہ الاشتراک (جنس) اور مابہ الامتیاز (فصل) کے مجموعہ سے اس چیز کی ایک مخصوص ماہیت پیدا ہوجاتی ہے جس سے وہ چیز ایک ممتاز ہستی بن جاتی ہے اور یہی جنس اور فصل اس کی ذاتیات کہلاتی ہیں۔ ان کے سوا اس چیز کے جتنے صفات و عوارضات مزید روشنی ڈالنے کے لئے یا دیگر اغراض کے لئے بیان کئے جائیں گے وہ عرضیات کہلائیں گے۔

اس تمہیدی بیان سے یہ واضح ہوا کہ کسی شے کی ماہیت میں جب فصل کو جنس سے ملاتے ہیں تو اس سے اس جنس کے دو حصے ہوجاتے ہیں ایک حصہ تو بدستور مبہم رہ جاتا ہے اور ایک حصہ ایک معین ہستی کی شکل میں نمودار ہوجاتا ہے۔ مثلاً انسانی ماہیت جب حیوان (جنس) اور ناطق (فصل) سے مرکب ہوئی تو ناطق کے ملانے

سے حیوان (جنس) کے دو حصے ہوگئے۔ ایک تو حیوان ناطق ہوا جو موجودات میں ایک معین ہستی (انسان) بن گئی۔

اور دوسرا حیوان غیر ناطق ہوا جو حسب سابق اب بھی کافی مبہم ہے۔ تو معلوم ہوا کہ فصل جب جنس سے ملتی ہے تو جنس کے دو حصے کر دیتی ہے اور نوع کو قوام اور وجود دیتی ہے اسی واسطے فصل کو جنس کا مُقسّم اور نوع کا مُقوّم کہتے ہیں اور چونکہ سلسلۂ کلیات میں ہر ما فوق کلی ماتحت کا جز ہوتی ہے۔ اور ہر فصل نوع کا جز ہوتی ہے اس لئے یہ قاعدہ مقرر کیا گیا ہے کہ جو فصل مقوم نوع عالی ہو تو وہ مقوم نوع سافل بھی ہوگی۔ مگر جو فصل کہ مقوم نوع سافل ہو تو یہ ضروری نہیں کہ وہ مقوم نوع عالی بھی ہو اور جو فصل مقسم جنس سافل ہو تو وہ مقسم جنس عالی بھی ہوگی مگر یہ ضروری نہیں کہ جو فصل مقسم جنس عالی ہو تو وہ مقسم جنس سافل بھی ہو۔ دیکھو "ذی نمار" مقوم جسم نامی ہے تو مقوم حیوان اور انسان بھی ہے مگر مقوم جسم مطلق نہیں۔ اور یہی "ذی نما" جس طرح مقسّم جسم مطلق ہے ویسے ہی مقسّم جوہر بھی ہے مگر مقسّم جسم نامی اور حیوان نہیں بلکہ ان کا مقوم ہے۔

کلی عرضی کا بیان

تمہید۔ تم نے پڑھا ہے کہ جو کلی اپنے افراد کی ماہیت سے خارج ہو اس کو کلی عرضی کہتے ہیں جس کی دو قسمیں ہیں خاصہ اور عرض عام پھر ان میں سے ہر ایک کی دو قسمیں ہیں لازم اور مفارق۔ اس بنا پر خاصہ کی دو قسمیں ہوئیں خاصہ لازمہ اور مفارقہ۔ اور عرض عام کی بھی دو قسمیں ہوئیں۔ عرض عام لازم اور مفارق۔ مگر تعلیمی سہولت کے لئے کلی عرضی کی یہ بحث حسب ذیل چار عنوانات کے ضمن میں بیان کی جاتی ہے۔

خاصہ ۔ عرض عام ۔ عرض لازم ۔ عرض مفارق ۔

خاصہ

خاصہ وہ کلی عرضی ہے جو صرف ایک ہی ماہیت کے افراد پر عرضی طور سے بولی جاتی ہو۔ جیسے کاتب ۔ ضاحک ، جو صرف انسانی افراد پر عرضی طور سے صادق آتی ہیں ۔ اس کی دو قسمیں ہیں شاملہ اور غیر شاملہ ۔ خاصہ شاملہ اس کو کہتے ہیں کہ اپنے ماتحت تمام افراد پر صادق ہو جیسے ضاحک و کاتب بالقوہ ۔ کہ تمام انسانی افراد کو بالقوہ ضاحک و کاتب کہہ سکتے ہیں ۔ خاصہ غیر شاملہ وہ ہے جو اپنے ماتحت تمام افراد کو شامل نہ ہو جیسے یہی ضاحک و کاتب بالفعل کہ بعض انسانی افراد پر تو یہ بالفعل صادق ہیں مگر بعض ایسے ہیں جن پر یہ بالفعل صادق نہیں

عرض عام

عرض عام وہ کلی عرضی ہے جو مختلف الحقائق ماہیات کے افراد پر عرضی طور سے صادق آتی ہو جیسے "ماشی" "متنفس" جو تمام حیوانی افراد پر عرضی طور سے صادق آتے ہیں ۔

عرض لازم

عرض لازم وہ کلی ہے جو اپنے معروض سے کبھی بھی جدا نہ ہو سکے ۔ جیسے حرارت نار کے لئے اور برودت ثلج کے لئے ۔ عرض لازم کی دو تقسیمیں کی جاتی ہیں (۱) باعتبار وجود ملزوم (۲) باعتبار نفس ماہیت لازم ۔

وجود ملزوم کے اعتبار سے لازم کی تین قسمیں ہیں ۔ (۱) لازم وجود خارجی جیسے سواد حبشی کے لئے کہ صرف اس کے وجود خارجی کا لازم ہے وجود ذہنی کا نہیں کیونکہ حبشی کا وجود ذہنی صرف حیوان ناطق ہے جو تمام انسانوں میں شریک ہے (۲) لازم وجود ذہنی جیسے بصر ۔ اعمٰی کی نسبت کیونکہ اعمٰی کے معنے عدم البصر ہیں تو جب اس کے معنے ذہن میں حاصل ہوتی ہیں تو یقیناً بصر بھی ساتھ آتا ہے مگر لازم وجود خارجی نہیں بلکہ خارج میں اعمٰی اور بصر میں تضاد ہے (۳) لازم الماہیت جیسے زوجیت اربعہ کے لئے کیونکہ زوجیت اربعہ کی ماہیت کے ساتھ لازم ہے خواہ ذہن میں ہو یا خارج میں ۔ اور لازم باعتبار نفس ماہیت کی دو قسمیں ہیں بیّن اور غیر بیّن ۔ بیّن دو معنوں اخص اور اعم میں استعمال ہوتا ہے ۔ (۱) بیّن بالمعنے الاخص وہ لازم ہے جس کا تصور ملزوم کے تصور کے ساتھ لازم آتا ہو جیسے آگ کی گرمی اور برف کی سردی ۔ کہ جب آگ یا برف کا تصور کیا جاتا ہے تو گرمی اور سردی کا تصور بھی لازم آتا ہے اس کے مقابل میں غیر بیّن وہ لازم ہو گا جس کا تصور ملزوم کے ساتھ نہ آئے جیسے کتابت اور ضحک جن کا تصور انسان کے تصور کے ساتھ لازم نہیں آتا ۔ (۲) بیّن بالمعنے الاعم وہ لازم ہے جس کے لزوم پر یقین کرنے کے لئے لازم ۔ ملزوم اور درمیانی نسبت کے تصور کی ضرورت ہو جیسے ضحک اور کتابت انسان کے لئے ۔ کہ انسان ۔ اور ضحک یا کتابت ۔ اور ان کے درمیان تعلق و نسبت کے تصور سے ان میں لزوم پر جزم حاصل ہوتا ہے ۔ اس کے مقابل میں غیر بین وہ ہو گا جس میں لازم اور ملزوم اور درمیانی نسبت کے تصور سے جزم باللزوم نہ آتا ہو جیسے افلاک کے لئے حرکت اور زمین کیلئے سکون کہ ہر سہ تصورات سے بھی جزم باللزوم نہیں آتا ہے ۔

عرضِ مفارق

عرض مفارق وہ ہے جو اپنے معروض سے جدا ہو سکے۔ خواہ ہمیشہ ساتھ رہے جیسے حرکت فلک کے لئے یا سرعت کے ساتھ زائل ہوتا ہو جیسے شرمندگی کی سرخی اور ڈرنے کی زردی۔ یا بدیر زائل ہوتا ہو جیسے جوانی اور بڑھاپا۔

بحث مفہوم کا خاتمہ

(۱) جزئی کا اطلاق دو معنوں پر ہوتا ہے ایک تو وہ جو تم پڑھ چکے ہو "جس کا صدق کثیرین پر عقلاً منع ہو"۔ اس کو جزئی حقیقی کہتے ہیں۔ دوسرا ہر وہ خاص جو کسی عام کے نیچے ہو اس کو جزئی اضافی کہتے ہیں۔ جزئی اضافی کا اطلاق انسان۔ حیوان وغیرہ کلیات پر بھی ہو سکتا ہے کیونکہ وہ بھی ایک خاص خاص مفہوم ہیں جو اوپر والے عام کلیات کے نیچے ہیں۔ اس واسطے جزئی حقیقی کو خاص اور اضافی کو عام کہتے ہیں۔

(۲) مفہوم اور اس کے جمیع اقسام کی جو جو تعریفیں تم پڑھ چکے ہو ان کی بنا پر وہ چیزیں منطقی کہلاتی ہیں اور ان کے معروضات کو طبعی۔ اور عارض و معروض کے مجموعہ کو عقلی کہتے ہیں۔

مثلاً مفہوم کلی "جس کا صدق کثیرین پر عقلاً منع نہ ہو" کو کلی منطقی۔ اور اس کے معروض انسان۔ حیوان وغیرہ کو کلی طبعی اور عارض و معروض کے مجموعہ "الانسان الکلی یا الحیوان الکلی وغیرہ" کو کلی عقلی کہیں گے۔ اسی طرح کلی کے تمام اقسام سمجھو۔

نسب اربعہ کا بیان

جس طرح انسانی افراد کے ہر دو شخصوں میں رشتہ - عدم رشتہ - دوستی دشمنی - اجنبیت وغیرہ کی کوئی نہ کوئی نسبت پائی جاتی ہے اسی طرح دو کلیوں میں تساوی تباین - عموم خصوص مطلق - عموم خصوص من وجہ - میں سے کوئی نہ کوئی نسبت پائی جاتی ہے - جن کو نسب اربعہ کہتے ہیں اور جن کا جاننا بھی کلیات کی معرفت پر مزید روشنی ڈالنے کے لئے ضروری ہے

تساوی - یہ نسبت ایسی دو کلیوں میں پائی جاتی ہے جن میں سے ہر ایک دوسرے کے تمام افراد پر صادق آتی ہو جیسے "انسان و ناطق" کہ انسان ناطق کے تمام افراد پر اور ناطق انسان کے تمام افراد پر صادق آتا ہے ایسی کلیوں کو متساوین کہتے ہیں۔

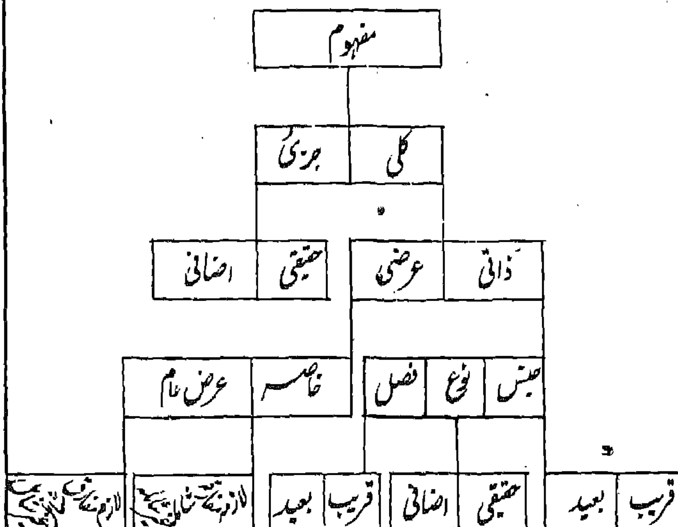
تباین :- یہ نسبت ایسی دو کلیوں میں پائی جاتی ہے - جن میں سے ہر ایک کلی دوسرے کے کسی فرد پر صادق نہ ہو سکے - جیسے "انسان و فرس" کہ نہ انسان فرس کے کسی فرد پر صادق آتا ہے اور نہ فرس انسان کے کسی فرد پر ایسے کلیوں کو متباینین کہتے ہیں۔

عموم خصوص مطلق :- یہ نسبت ایسی دو کلیوں میں پائی جاتی ہے جن میں سے ایک "عام" دوسری "خاص" کے تمام افراد پر صادق ہو مگر دوسری "خاص" پہلی "عام" کے صرف بعض افراد پر صادق ہو جیسے "حیوان و انسان" کہ حیوان تو انسان کے کل افراد پر صادق ہے مگر انسان - حیوان کے بعض افراد پر صادق ہے اور بعض پر نہیں - ایسی دو کلیوں کو عام خاص مطلق کہتے ہیں -

عموم وخصوص من وجہ :- یہ نسبت ایسی دو کلیوں میں پائی جاتی ہے جن میں سے

ہر ایک دوسری کے بعض افراد پر صادق ہو اور بعض پر نہیں جیسے ابیض و حیوان کہ ابیض صرف بعض حیوان پر صادق ہے اور حیوان صرف بعض ابیض پر۔ ایسی دو کلیوں کو عام خاص من وجہ کہتے ہیں۔

نقشہ نمبر ۸ متعلق کلیات خمس۔



تعریفات

مفہوم ۔ کسی چیز کی وہ صورت ہے جو ذہن میں آئے۔

جزئی حقیقی ۔ وہ مفہوم اور صورت ذہنی ہے جس کا صدق کثیرین پر عقلاً منع ہو۔

جزئی اضافی - ہر وہ خاص مفہوم ہے جو کسی عام مفہوم کے نیچے ہو۔
کلی ۔ ۔ ۔ ۔ وہ مفہوم ہے جس کا صدق کثیرین پر عقلاً درست ہو۔
کلی ذاتی - وہ کلی ہے جو اپنے افراد کی ماہیات کا عین یا جزء ہو۔
کلی عرضی - وہ کلی ہے جو اپنے افراد کی ماہیات کا نہ عین ہو نہ جزء۔ بلکہ ایک خارجی صفت ہو۔
جنس - وہ کلی ذاتی ہے جو اپنے افراد کی ماہیات کا جزو عام ہو۔ یا جو اپنے افراد کی ماہیات میں تمام جزء و مشترک ہو۔ یا جو مختلف الماہیات افراد پر ماہو کے جواب میں واقع ہو۔
نوع حقیقی - وہ کلی ذاتی ہے جو اپنے افراد کی ماہیات کا عین ہو۔ یا جو ایک یا متعدد متفق الحقائق جزئیات پر ماہو کے جواب میں بولی جائے۔
نوع اضافی - وہ کلی ذاتی ہے جو بلا واسطہ کسی جنس کے ماتحت مندرج ہو۔ یا وہ کلی ذاتی جس کو کسی ماہیت کے ساتھ اگر ماہو کے سوال میں ملائیں تو جواب میں جنس واقع ہو۔
جنس قریب - کسی ماہیت کی نسبت جنس قریب وہ کلی ہے کہ اگر اس کے مشارکات میں سے فرداً فرداً تمام مشارکات کو اس ماہیت کے ساتھ ماہو کے سوال میں ملاتے رہیں تو ہر ایک سوال کے جواب میں وہ ہی کلی واقع ہوتی رہے۔
جنس بعید - کسی ماہیت کی نسبت جنس بعید وہ کلی ہے کہ اگر اس کے مشارکات میں سے فرداً فرداً تمام مشارکات کو اس ماہیت کے ساتھ ماہو کے سوال میں ملاتے رہیں تو ہر ایک سوال کے جواب میں وہی کلی نہ آئے۔

فصل - وہ کلی ذاتی ہے جو اپنے افراد کی ماہیات کا جز و خاص ہو۔ یا جو مشارکات جنسی سے تمیز کے لئے ای شئ ہو کے جواب میں واقع ہو۔

فصل قریب - وہ فصل ہے جو ماہیت کو مشارکات جنس قریب سے تمیز دے۔

فصل بعید - وہ فصل ہے جو ماہیت کو مشارکات جنس بعید سے تمیز دے۔

خاصہ - وہ کلی عرضی ہے جو صرف ایک ہی ماہیت کے افراد پر عرضی طور سے صادق آتی ہو۔

عرض عام - وہ کلی عرضی ہے جو مختلف ماہیات کے افراد پر عرضی طور سے صادق آتی ہو۔

عرض لازم - وہ عرض (صفت) ہے جو اپنے معروض سے جدا نہ ہو سکے۔

عرض مفارق - وہ عرض (صفت) ہے جو اپنے معروض سے جدا ہو سکے۔

کلی منطقی - کلی کے مفہوم (جس کا صدق کثیرین پر عقلاً منع نہ ہو) کو کہتے ہیں۔

کلی طبعی - کلی منطقی کے معروض (انسان - حیوان - وغیرہ) کو کہتے ہیں۔

کلی عقلی - مفہوم کلی اور اس کے معروض کے مجموعے کو کہتے ہیں جیسے الانسان الکلی وغیرہ۔

متساویین - ایسی دو کلیوں کو کہتے ہیں جن میں سے ہر ایک دوسرے کے کل افراد پر صادق ہو۔ ان میں جو نسبت پائی جاتی ہے اس کو تساوی کہتے ہیں۔

متبائنین - ایسی دو کلیوں کو کہتے ہیں جن میں سے ہر ایک دوسرے کے ایک فرد پر بھی صادق نہ ہو۔ ان میں جو نسبت پائی جاتی ہے اس کو تباین کہتے ہیں۔

عام خاص مطلق - ایسی دو کلیوں کو کہتے ہیں جن میں سے ایک (عام) دوسرے (خاص) کے کل افراد پر صادق ہو مگر وہ اس کے صرف بعض افراد پر صادق ہو۔
عام خاص من وجہ - ایسی دو کلیوں کو کہتے ہیں جن میں سے ہر ایک دوسرے کے بعض افراد پر صادق ہو اور بعض پر نہیں۔

مُعَرِّف کی بحث

تمہید - تم پڑھ چکے ہو کہ منطق سے اصل غرض معلومات کے ذریعہ سے مجہولات کا حصول اور ناواقفیت کی وجہ سے اس میں جو غلطیاں واقع ہوتی ہیں ان سے محفوظ رہنا ہے

حصول مجہولات کے قواعد و ضوابط کو آسانی کے ساتھ منضبط و محفوظ کرنے کے لئے ساری معلومات کے دو حصے کئے گئے ہیں۔ موصل تصوری اور موصل تصدیقی۔

موصل تصوری وہ تصورات معلومہ ہیں جن سے تصورات مجہولہ حاصل کئے جاتے ہیں جن کو معرف و قول شارح بھی کہتے ہیں۔ اور موصل تصدیقی وہ تصدیقات معلومہ ہیں جن سے تصدیقات مجہولہ حاصل کئے جاتے ہیں جن کو حجت اور دلیل بھی کہتے ہیں۔
چونکہ تصدیقات اپنی موجودیت میں تصورات کے محتاج ہوتے ہیں اس لئے موصل تصوری کی بحث موصل تصدیقی پر مقدم کی جاتی ہے۔

تحصیل مجہولات کا طریقہ اور اس کے شرائط

ذہن تمام معلومات کے لئے بمنزلہ ایک خزانہ اور کارخانہ کے ہے کہ جب کسی چیز کی معرفت و ماہیت مطلوب ہوتی ہے تو انہی ذہنی معلومات میں سے مناسب

معلومات کو ترتیب دے کر مطلوب ماہیت حاصل کی جاتی ہے۔

کسی چیز کی تعریف کرنے کا عام طریقہ یہ ہے کہ اپنے ذہنی معلومات میں سے معرف کے ساتھ مناسبت رکھنے والے ایسے دو معلومات لئے جاتے ہیں کہ جن میں سے ایک معرف سے عام (جنس) ہو اور دوسرا اس کے ساتھ خاص اور مساوی (فصل) ہو۔ اب ان ہر دو معلومات کو ملا کر معرف پر حمل کرتے ہیں جس سے اس کا نامعلوم تصور حاصل ہو جاتا ہے۔ مثلاً تم کو انسان کی نامعلوم ماہیت مطلوب تھی۔ تو تم نے اپنے ذہنی معلومات میں سے انسان کے ساتھ حیوان (جنس) اور ناطق (فصل) کو مناسب پایا۔ اس لئے ان دونوں کو ملا کر انسانی ماہیت کے حصول کے لئے اس پر حمل کر کے یوں کہا کہ انسان حیوان ناطق ہے۔ پس انسان محدود اور معرَّف کہلائے گا اور "حیوان ناطق" اس کی ماہیت و معرِّف کہلائے گی۔ جس کے حمل کر لینے سے اس کی ماہیت (کہ وہ عقلمندی سے بولنے والا جاندار ہے) معلوم ہوئی۔

چونکہ معرَّف کی معرفت معرِّف کے ذریعہ سے حاصل ہوتی ہے اس لئے معرِّف میں مندرجہ ذیل شرائط کا ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔

(۱) معرِّف معرَّف کی نسبت وجود و تحقق میں مساوی۔ جامع و مانع۔ اور حصول امتیاز و معرفت کے لئے اس پر محمول ہو۔

(۲) معرِّف و معرَّف میں تبائن و اجنبیت نہ ہو جیسے انسان و فرس۔

(۳) معرِّف معرَّف کی نسبت نہ عام ہو نہ خاص بلکہ دونوں مساوی ہوں۔

(۴) معرِّف معرَّف کی نسبت معرفت و امتیاز ہونے میں نہ کم ہو نہ برابر بلکہ واضح تر ہو۔

(۵) تعریف میں الفاظ مشترکہ یا مجازیہ بلا قرینے مستعمل نہ ہوں۔ اور نیز ایسے الفاظ بھی نہ ہوں جن کے معانی مخاطب کے نزدیک غیر ظاہر الدلالۃ ہوں۔

معرّف کی تقسیم

تعریف کی دو قسمیں ہیں حدّ اور رسم پھر ان میں ہر ایک دو قسم پر ہے تام اور ناقص اس طرح تعریف کی چار قسمیں ہوئیں حدّ تام۔ حدّ ناقص۔ رسم تام۔ رسم ناقص کسی تعریف کے حد یا رسم ہونے کا دار و مدار جزء ممیز پر ہے۔ اگر تعریف میں جزء ممیز ذاتی (فصل) ہو تو تعریف کو حد کہیں گے اور اگر عرضی (خاصہ) ہو تو رسم۔ پھر ان میں ہر ایک اگر جنس قریب پر مشتمل ہو تو تام ہوگی ورنہ ناقص۔

تعریفات و فوائد

معرّف یا قول شارح ۔ وہ قول ہے جو کسی چیز پر اس غرض کے لئے بولا جائے کہ اس سے اس کے نامعلوم معنے حاصل ہو جائیں۔

حدّ تام ۔ وہ تعریف ہے جو معرَّف کی جنس قریب و فصل قریب پر مشتمل ہو جیسے انسان کی تعریف حیوان ناطق سے۔

حدّ ناقص ۔ وہ تعریف ہے جو معرَّف کی فصل قریب یا جنس بعید و فصل قریب پر مشتمل ہو جیسے انسان کی تعریف ناطق یا جسم ناطق سے

رسم تام ۔ وہ تعریف ہے جو معرّف کے خاصہ اور جنس قریب پر مشتمل ہو جیسے انسان کی تعریف حیوان ضاحک سے۔

رسم ناقص ۔ وہ تعریف ہے جو معرّف کے خاصہ سے یا خاصہ اور جنس بعید پر مشتمل ہو جیسے انسان کی تعریف ضاحک سے یا جسم ضاحک سے۔

فائدہ ۔ تعریف کے متعلق جو بحث تم نے پڑھی یہ تمام تعریف حقیقی کی بحث تھی یعنی معرف و تعریف کے ذریعہ سے نامعلوم شئے کو ذہن میں حاصل کرنا۔ اس کے علاوہ تعریف کی ایک اور قسم ہے جس میں تعریف کے ذریعہ سے ذہن میں نئے معنے حاصل نہیں ہوتے بلکہ لفظ کے مدلول کا تعین ہوتا ہے۔ اس کو تعریف لفظی کہتے ہیں۔ مثلاً تم شیر کے معنے سمجھتے ہو اور یہ بھی جانتے ہو کہ عربی میں شیر کو اَسَدْ کہتے ہیں اب تم نے کسی سے لفظ غضنفر سنا تو تم نے پوچھا کہ "ما الغضنفر" تو اس نے جواب دیا کہ اَسَدٌ ۔ اس تعریف سے تم کو شیر کے نئے معنے حاصل نہ ہوئے بلکہ صرف غضنفر کے جو معنے مبہم سے تھے وہ اس تعریف سے معین ہوگئے ۔ گویا غیر مشہور لفظ کے معنے کو مشہور لفظ کے ذریعہ سے معین کر دیا اس واسطے تعریف لفظی کی تفسیر یوں بھی کی جاتی ہے کہ ہُوَ تَفْسِیْرُ اللَّفْظِ بِاَشْهَرِ مُرَادِفِہٖ

تصدیقات

قضایا کی بحث

موصل تصوری (معرف) کی بحث ختم ہوئی اب موصل تصدیقی (حجۃ) کی بحث شروع ہوتی تھی مگر جس طرح معرف کی ترکیب کلیات سے ہوتی تھی اس لئے معرف سے پہلے بطور مبادی کلیات کی بحث ضروری تھی اسی طرح حجۃ کی ترکیب چونکہ قضایا سے ہوتی ہے اس لئے حجۃ سے پہلے بطور مبادی قضایا کا بیان ضروری ہے۔

مختلف جہات سے قضایا کی کئی تقسیمیں کی جاتی ہیں مگر انضباط قواعد کی سہولت کو ملحوظ رکھتے ہوئے بحث قضایا پہلے دو حصوں میں منقسم کی جاتی ہے بحث "حملیات" اور "شرطیات" پھر ہر ایک کی بحث میں ان کے مخصوص حالات واقسام بیان کئے جائیں گے۔

حملیات کی بحث

حملیہ وہ قضیہ ہے جس میں ثبوت شے للشے یا نفی شے عن شے کا حکم کیا گیا ہو یا وہ قضیہ کہ جس میں دو چیزوں میں اس طرح حکم کیا گیا ہو کہ یہ چیز وہ ہے یا یہ وہ نہیں یا وہ قضیہ کہ جس کا انحلال مفردین کو ہو۔ جیسے زید انسان ہے یا زید حجر نہیں۔ دیکھو ان میں ثبوت انسانیت کا زید کے لئے یا سلب حجریۃ کا زید سے حکم کیا گیا ہے۔ اور اگر ان میں سے نسبت رابطی نکال دی جائے تو زید اور انسان یا حجر مفردین رہ جائیں گے۔

حملیہ کے جزء اول کو موضوع اور جزء دوم کو محمول اور نسبت رابطی پر دلالت کرنے والی چیز کو رابط کہتے ہیں۔ عجمی لغت کا کوئی قضیہ اس رابطے سے خالی نہیں ہوتا مگر عربی محاورات میں حرکات اعرابیہ پر اکتفا کر کے اکثر رابط کو تلفظ سے حذف کرتے ہیں۔ تو جس قضیہ میں یہ رابط صراحۃً موجود نہ ہو اس کو ثنائیہ کہتے ہیں۔ جیسے زیدٌ قائمٌ اور جس میں رابط موجود ہو جیسے زیدٌ ہُوَ قائمٌ تو اس کو ثلاثیہ کہتے ہیں۔

اب بحث حملیات تین تقسیمات کے ضمن میں بیان کی جاتی ہے۔ تقسیم حملیہ باعتبار نفس موضوع۔ باعتبار وجود موضوع۔ اور باعتبار جہتہ۔

تقسیم حملیہ باعتبار نفس موضوع

حملیہ باعتبار نفس موضوع کے چار قسم پر ہے۔ شخصیہ یا مخصوصہ۔ طبعیہ۔ محصورہ۔ اور مہملہ۔ اگر حملیہ کا موضوع شخص معین ہو جیسے زید انسان ہے۔ زید پتھر نہیں تو اس کو شخصیہ یا مخصوصہ کہیں گے۔ اور اگر موضوع کلی ہو مگر حکم اس کے افراد پر نہ ہو بلکہ نفس طبیعت اور ماہیت موضوع پر ہو جیسے انسان نوع ہے۔ حیوان جنس ہے تو اس کو طبعیہ کہیں گے۔ اور اگر حکم افراد موضوع پر ہو تو قضیہ میں جن افراد پر حکم کیا گیا ہو اگر ان کی کمیۃ کلاً یا بعضاً بیان کی گئی ہو تو اس کو محصورہ یا مسورہ کہیں گے۔ اور اگر کمیۃ افراد مذکور نہ ہو تو اس کو مہملہ کہیں گے۔ جیسے انسان بے صبر ہے۔ طلبا کاہل نہیں ہوتے مہملہ کی یہ تعریف متاخرین کے نزدیک ہے۔ اور قدما منطقیین کے نزدیک مہملہ وہی طبعیہ ہے۔ دونوں میں صرف اعتباری فرق ہے۔ کہ طبعیہ میں موضوع طبیعت مطلقہ (طبیعت بشرط لاشے) ہوتی ہے اور مہملہ میں موضوع "مطلق طبیعت" (طبیعت لابشرط شے) ہوتی ہے۔ یعنی موضوع طبعیہ میں اطلاق کی قید ملحوظ ہوتی ہے اور مہملہ میں اطلاق کی قید بھی ملحوظ نہیں ہوتی۔

ان چاروں قضایا میں سے اس فن میں صرف محصورات ہی سے بحث کی جاتی ہے اس لئے ذیل میں محصورات کا مفصل بیان درج کیا جاتا ہے۔

قضیہ محصورہ کا بیان

چونکہ قضیہ محصورہ میں محمول کا موضوع کے کل یا بعض افراد کے لئے ثبوت

یا نفی کا حکم کیا جاتا ہے۔ اس لئے اس میں ایسے ادات اور علامات ہونی چاہئیں جو ایجاب وسلب اور کمیۃ افراد پر دلالت کر سکتی ہوں ایسے ادات کو سُوُر کہتے ہیں۔ اور جو قضیہ اس سور پر مشتمل ہوتا ہے وہ مسورۃ اور محصورہ کہلاتا ہے۔ محصورہ میں اگر محمول تمام افراد موضوع کے لئے ثابت کیا گیا ہو تو اس کو موجبہ کلیہ کہتے ہیں اور اگر بعض افراد کے لئے ثابت کیا گیا ہو تو اس کو موجبہ جزئیہ۔ اور اگر محمول تمام افراد موضوع سے نفی کیا گیا ہو تو اس کو سالبہ کلیہ کہتے ہیں اور اگر بعض افراد سے نفی کیا گیا ہو تو اس کو سالبہ جزئیہ۔ موجبہ کلیہ کا سور لفظ کل الف لام استغراقیہ ہیں یا جو لفظ ان کا ہم معنے ہو خواہ کسی لغت سے ہو جیسے کل انسان حیوان وغیرہ۔ موجبہ جزئیہ کا سور لفظ بعض۔ واحد ہے یا جو ان کا ہم معنے ہو۔ جیسے بعض الحیوان انسان۔ سالبہ کلیہ کا سور لفظ لاشئ۔ لا واحد ہے یا جو ان کا ہم معنے ہو جیسے لاشئ من الانسان بحجر۔ سالبہ جزئیہ کا سور لیس کل۔ لیس بعض۔ بعض لیس ہے یا جو اس کا ہم معنے ہو جیسے بعض الحیوان لیس بانسان۔

معدولہ ومحصلہ کا بیان

قضیہ میں ایجاب وسلب کا دار ومدار نسبت رابطی پر ہے۔ اگر نسبت رابطی ایجابی ہو تو قضیہ موجبہ ہوگا اور اگر سلبی ہو تو سالبہ ہوگا۔ طرفین خواہ کیسے بھی ہوں۔ اسی واسطے حرف سلب کی اصلی وضع اس غرض کے لئے ہے کہ نسبت رابطی کو رفع کرے مگر بعض وقت وہ اپنی اصلی وضع سے عدول کر کے ہٹا کر کے طرفین میں سے کسی ایک یا دونوں کا جزء ہو جاتا ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اس سے وہ طرف تو نفی ہو جاتا

ہے مگر قضیہ اس وقت تک بدستور موجبہ رہتا ہے جب تک رفع نسبت رابطی کے لئے اس پر دوسرا حرف سلب داخل نہ ہو۔ تو جس قضیہ میں اس طرح حرف سلب موضوع۔ یا محمول۔ یا دونوں کا جز ہو گیا ہو اس کو معدولہ کہتے ہیں جس کی تین قسمیں ہیں۔ معدولۃ الموضوع جس میں حرف سلب موضوع کا جز ہو گیا ہو جیسے کُلُّ لَاعَالِمٍ جَاہِلٌ۔ یا جیسے محاورے میں کہتے ہیں بے غیرت ہمیشہ خوش رہتا ہے معدولۃ المحمول جس میں حرف سلب محمول کا جز ہو گیا ہو جیسے کل جاہل لاعالم۔ یا زید بے مروت ہے۔ معدولۃ الطرفین جس میں حرف سلب موضوع ومحمول دونوں کا جز ہو گیا ہو جیسے کُلُّ غَیْرِ ذِی دِین غیر ذی امانتٍ یا ہر بے دین بے مروت ہوتا ہے اور ہر بے شرم بے غیرت ہوتا ہے۔ یہ تینوں معدولے موجبے ہیں۔ اگر ان کو سالبے بنانا ہوں تو رفع نسبت کے لئے ایک اور حرف سلب لا کر یوں کہیں گے۔ بے غیرت کبھی کامیاب نہیں ہوتا۔ زید بے مروت نہیں ہے۔ ہر بے شرم بے دولت نہیں ہوتا۔

اور اگر حرف سلب ان میں سے کسی کا جز نہ بنایا گیا ہو تو اس کو محصلہ کہتے ہیں خواہ حرف سلب ہی نہ ہو جیسے زیدٌ قائمٌ۔ یا حرف سلب ہو مگر رافع نسبت ہو جیسے زید لیس بقائم۔ کبھی دونوں میں فرق کے لئے موجبہ کو تو محصلہ ہی کہتے ہیں مگر سالبہ کو یا تو سالبہ محصلہ کہتے ہیں یا بسیطہ۔

تقسیم حملیہ باعتبار وجود موضوع

ہر موجبہ حملیہ میں موضوع کا موجود ہونا ضروری ہے۔ کیونکہ کسی معدوم محض

کے لئے ثبوت محمول کا حکم ممکن نہیں۔ اسی وجود موضوع کے اعتبار سے حملیہ کی تین قسمیں ہیں خارجیہ۔ ذہنیہ۔ اور حقیقیہ۔ حملیہ موجبہ کے موضوع و محمول میں اتحاد وثبوت کا جو حکم کیا جاتا ہے۔ اس میں اگر موضوع کے وجود خارجی کی حالت کو ملحوظ رکھ کر حکم کیا گیا ہو جیسے ہر حبشی کالا ہوتا ہے اور ہر رومی گورا ہوتا ہے تو اس کو خارجیہ کہیں گے اور اگر موضوع کے وجود ذہنی کو ملحوظ رکھ کر حکم کیا گیا ہو جیسے انسان کلی ہے یا حیوان جنس ہے تو اس کو ذہنیہ کہیں گے اور اگر موضوع کے وجود ذہنی اور خارجی کی خصوصیت سے قطع نظر مطلق نفس الامری وجود کو ملحوظ رکھ کر حکم کیا گیا ہو جیسے الاربعۃ زوج یا جیسے کہتے ہیں کہ مثلث کے تین زاویے دو قائموں کے برابر ہوتے ہیں تو اس کو حقیقیہ کہتے ہیں۔

تقسیم حملیہ باعتبار جہت

تمہید - ہر حملیہ کی نسبت خواہ ایجابی ہو یا سلبی نفس الامر میں کیفیت امکان دوام۔ ضرورت۔ فعلیت وغیرہ میں سے کسی نہ کسی کیفیت سے موصوف ہوتی ہے چاہے قضیہ میں اس کی تصریح موجود ہو یا نہیں۔ اسی کیفیت نفس الامری کو مادۃ القضیہ کہتے ہیں۔ اور قضیہ میں جو لفظ اس پر دلالت کرتا ہو اس کو جہۃ القضیہ کہتے ہیں اور جو قضیہ اس جہۃ پر مشتمل ہو اس کو موجہہ۔ اور جو قضیہ اس جہۃ پر مشتمل نہ ہو اس کو مطلقۃ الجہۃ کہتے ہیں۔ قضیہ موجہہ اگر صرف ایک ہی ایجابی یا سلبی نسبت پر مشتمل ہو اس کو بسیطہ اور جو ایسے دو مختلف الکیف قضیوں سے مرکب ہو جن میں پہلا قضیہ تو صریحی ہو مگر دوسرا کسی مختصر لفظ کے ضمن میں سمجھا جاتا ہو تو اس کو مرکبہ کہتے ہیں۔ اس فن میں

ایسے پندرہ موجہات مستعمل ہیں جن میں آٹھ بسائط اور سات مرکبات ہیں۔ ان موجہات کے بیان سے قبل بطور تمہید و مقدمہ چند امور کا جاننا ضروری ہے تاکہ موجہات کے سمجھنے میں آسانی ہو۔

مقدمۂ موجہات

ہر قضیہ کے موضوع و محمول میں ذات اور وصف کی دو دو اعتبار متصور ہو سکتے ہیں۔ مثلاً کل انسان حیوان میں ذات انسان (انسانی افراد) وصف انسان (انسانیت) ذات حیوان (حیوانی افراد) وصف حیوان (حیوانیت) چار احتمالات متصور ہو سکتے ہیں مگر عام طور سے متعارف قضایا میں موضوع سے ذات اور محمول سے وصف مراد لیا جاتا ہے۔ مثلاً کل انسان حیوان سے ذات انسان (انسانی افراد) کے لئے وصف حیوانیت کا ثبوت مراد ہوگا۔ رہا ذات محمول کا ثبوت ذات موضوع کے لئے یا وصف محمول کا ثبوت وصف موضوع کے لئے۔ تو یہ اس واسطے مراد نہیں لے سکتے کہ دونوں کی ذاتوں میں محض اتحاد۔ اور دونوں کے وصفوں میں محض تغایر ہے حالانکہ حمل میں من وجہ (خارجاً) اتحاد اور من وجہ (ذہناً) تغایر چاہیئے۔

اب یہ امر بحث طلب ہے کہ ذات موضوع کے لئے نسبت وصف موضوع اور وصف محمول کی کیا کیفیت ہونی چاہیئے۔ تو ثبوت وصف موضوع میں ذات موضوع کے لئے فارابی اور شیخ میں اختلاف ہے۔ فارابی کے نزدیک ہر وہ شے موضوع کا مصداق ہو سکتی ہے جس کے لئے وصف موضوع کا ثبوت ممکن ہو۔ اور شیخ اس امکان

کے ساتھ فعلیت ثبوت کو بھی شرط مانتا ہے ۔ مثلاً کل اسود جسم کا حکم فارابی کے نزدیک رومی کو بھی شامل ہوگا کیونکہ رومی نفس الامر میں اگرچہ سواد سے موصوف نہیں ہوتا مگر موصوف ہونا ممکن ہے ۔ اور شیخ چونکہ فعلیت اتصاف کو شرط مانتا ہے اور رومی ازمنۂ ثلاثہ میں کبھی بھی سواد سے موصوف نہیں ہوتا لہذا اس کے نزدیک اس حکم میں رومی داخل نہ ہوگا ۔ اہل فن نے جب شیخ کا مسلک عقلاً و عرفاً درست پایا کہ جو شئے نفس الامر میں کبھی بھی وصف موضوع سے متصف نہ ہو اس کو افراد موضوع میں شمار کرنا ہی لغو ہے ۔ اس لئے وہ اپنے فن میں وہی قضایا استعمال کرتے ہیں جو مذہب شیخ کے مطابق ہوں ۔

اب رہی کیفیت اتصاف ذات موضوع وصف محمول کے ساتھ تو وہ باعتبار اختلاف مواد مختلف صورتوں سے متحقق ہوتی ہے اور اسی کیفیت کی تحقیق پر تمام بحث موجہات کا دار و مدار ہے ۔ لہذا پہلے ان الفاظ کی تشریح ضروری ہے جو موجہات میں ان کیفیات پر دلالت کرنے کے لئے مستعمل ہیں ۔ یاد رکھو کہ تمام مفہوم کیفیت وجود کے اعتبار سے تین قسم پر ہیں ۔ وجوب ۔ امتناع ۔ امکان ۔ واجب اس کو کہتے ہیں جس کا وجود ضروری اور عدم محال ہو جیسے باری تعالیٰ عزاسمہٗ ۔

ممتنع اس کو کہتے ہیں جس کا عدم ضروری اور وجود محال ہو جیسے شریک الباری اور اجتماع نقیضین ۔

ممکن (خاص) اس کو کہتے ہیں ۔ جس کا نہ وجود ضروری ہو نہ عدم ۔ جیسے اللہ کے سوا باقی ساری موجودات ۔

واجب چونکہ اپنے ذاتی وجود سے خود موجود ہے ۔ اور ممتنع کبھی موجود ہی نہیں

ہوسکتا۔ اس لئے یہ دونوں اپنی موجودیت میں کسی علۃ الوجود کے محتاج نہیں ہوتے۔

مگر ممکن کا چونکہ نہ وجود ضروری ہوتا ہے نہ عدم۔ اس لئے وہ اپنی موجودیت میں کسی نہ کسی علۃ الوجود (پیدا کرنے والے) کا ضرور محتاج ہوتا ہے۔ پھر اختلاف اقتضاً علل سے بعض ممکنات کیفیت فعلیت سے موصوف ہوتے ہیں۔ بعض دوام اور بعض ضرورت کے ساتھ۔ موجہات میں یہی جہۃ امکان۔ فعلیت۔ دوام۔ ضرورت یا ان کے سوالب مستعمل ہوتے ہیں۔ فعلیت کے معنے کسی ممکن کا ازمنۂ ثلاثہ میں سے کسی زمانہ میں موجود ہونا ہے خواہ ایک ہی سکنڈ کے لئے کیوں نہ ہو۔

دوام کے معنے کسی شئے کا ہمیشہ موجود ہونا ہے۔ خواہ فی نفسہٖ ممکن العدم ہی کیوں نہ ہو۔

ضرورت کے معنے کسی شئے کا اس طرح ہمیشہ موجود ہونا ہے کہ اس پر عدم کا آنا ممکن ہی نہ ہو۔ اس لئے زیادہ تر اس کا استعمال وجوب کے مادہ میں ہوتا ہے۔

دوام کا استعمال دو طرح سے آتا ہے۔ دوام ذاتی اور وصفی اور ضرورت کا چار طرح سے۔ ضرورت ذاتی۔ وصفی۔ ضرورت وقتی معین اور غیر معین (منتشر)

یہ یاد رکھو کہ کسی قضیہ میں جہۃ امکان خاص کے آنے کا یہ مطلب سمجھنا چاہئے کہ قضیہ کی نہ موجودہ نسبت ضروری ہے اور نہ اس کا جانب مخالف۔ دوام ذاتی کا مطلب یہ ہے کہ موجودہ نسبت اس وقت تک ہمیشہ رہے گی جب تک ذات موضوع موجود ہوگی۔ دوام وصفی کا مطلب یہ ہے کہ موجودہ نسبت اس وقت تک ہمیشہ رہے گی جب تک ذات موضوع وصف موضوع کے ساتھ موصوف ہوگی۔ ضرورت ذاتی کا

مطلب یہ ہے کہ موجودہ نسبت اس وقت تک ضرور ہمیشہ رہے گی جب تک ذات موضوع موجود ہوگی۔ ضرورت وصفی کا مطلب یہ ہے کہ موجودہ نسبت اس وقت تک ضرور ہمیشہ رہیگی جبتک ذات موضوع وصف موضوع سے موصوف ہوگی۔ ضرورت وقتی معین کا مطلب یہ ہے کہ موجودہ نسبت اس وقت تک ضرور ہمیشہ رہے گی جب تک ذات موضوع اپنی موجودیت کے کسی خاص وقت میں موجود ہو۔ ضرورت وقتی منتشر کا مطلب یہ ہے کہ موجودہ نسبت اس وقت تک ضرور ہمیشہ رہے گی جب تک ذات موضوع اپنی موجودیت کے کسی غیر معین وقت میں موجود ہو۔ موجہات کے متعلق تمام ضروری امور تم پڑھ چکے اور یہ بھی سمجھ گئے کہ اس فن میں آٹھ بسائط اور سات مرکبات کل پندرہ موجہہ قضایا مستعمل ہیں۔ اب حملیہ کی ہر سہ تقسیمات کے متعلق ضروری امور اور ان کی تعریفات ترتیب وار لکھی جاتی ہیں۔ ان کو خوب سمجھ کر یاد کرو۔

نقشہ نمبر ۹

تقسیم حملیہ باعتبار نفس موضوع

- شخصیہ
- طبعیہ
- محصورہ
  - موجبہ کلیہ
  - موجبہ جزئیہ
  - سالبہ کلیہ
  - سالبہ جزئیہ
- مہملہ

نقشہ نمبر ۱۰

تقسیم حملیہ باعتبار وجود موضوع

- خارجیہ
- ذہنیہ
- حقیقیہ

نقشہ نمبر ۱۱

تقسیم حملیہ باعتبار جہت

موجہہ

مرکبہ	بسیطہ

بسیطہ

دائمہ مطلقہ	عرفیہ عامہ	ضروریہ مطلقہ	مشروطہ عامہ
مطلقہ عامہ	وقتیہ مطلقہ	منتشرہ مطلقہ	ممکنہ عامہ

مرکبہ

مشروطہ خاصہ	عرفیہ خاصہ	وجودیہ لاضروریہ	وجودیہ لادائمہ
وقتیہ	منتشرہ	ممکنہ خاصہ	

تعریفات

حملیہ۔ وہ قضیہ ہے جس میں دو مفردین کے درمیان اتحاد یا عدم اتحاد کا حکم کیا گیا ہو یا جس کا انحلال مفردین کو ہو جیسے زید قائم ہے۔

شخصیہ۔ یا مخصوصہ وہ قضیہ ہے جس کا موضوع شخص معین ہو جیسے زید قائم ہے

طبعیہ۔ وہ حملیہ ہے جس کا موضوع کلی اور حکم موضوع کی نفس ماہیت وطبیعت پر ہو جیسے انسان نوع ہے۔

مہملہ۔ وہ حملیہ ہے جس کا موضوع کلی اور حکم افراد موضوع پر ہو مگر جن افراد پر حکم کیا گیا ہو ان کی کمیت مذکور نہ ہو جیسے انسان بے صبر ہے۔

سُور - اس لفظ کو کہتے ہیں جو افراد موضوع کی کمیت پر دلالت کرتا ہو جیسے - کل - بعض - ائ وغیرہ -

محصورہ - یا مسورہ وہ حملیہ ہے جس کا موضوع کلی اور حکم موضوع کے ان افراد پر ہو کہ جن کی کمیت قضیہ میں بیان کی گئی ہو جیسے ہر انسان جاندار ہے -

مہملہ قدمائیہ - وہی طبیعہ ہے - فرق صرف یہ ہے کہ طبعیہ کے موضوع میں اطلاق کی قید ملحوظ رہتی ہے اور مہملہ میں نہیں -

معدولہ - اس قضیہ کو کہتے ہیں جس میں حرف سلب موضوع یا محمول یا دونوں کا جز بنایا گیا ہو جیسے بے محنت طلبہ فیل ہوتے ہیں -

محصلہ - وہ قضیہ ہے جس میں یا تو حرف سلب ہی نہ ہو اور اگر ہو تو نسبت کا رافع ہو جیسے زید قائم ہے - زید قائم نہیں (اس سالبہ کو بسیطہ بھی کہتے ہیں)

خارجیہ - وہ قضیہ ہے جس میں محمول کا حکم موضوع کے وجود خارجی کے لحاظ سے کیا گیا ہو جیسے ہر حبشی کالا ہوتا ہے اور ہر رومی گورا -

ذہنیہ - وہ قضیہ ہے جس میں محمول کا حکم وجود ذہنی یا خارجی سے قطع نظر کر کے مطلق موضوع کے لئے کیا گیا ہو جیسے چار جفت ہوتے ہیں -

موجہات

مادۃ القضیہ - ہر قضیہ کی نسبت واقع میں کسی نہ کسی کیفیت سے متصف ہوتی ہے اسی کیفیت نفس الامری کو مادۃ القضیہ کہتے ہیں -

جہۃ القضیہ - قضیہ میں وہ لفظ جو مادۃ القضیہ (کیفیت نسبت) پر دلالت کرتا ہے

اس کو جہۃ القضیہ کہتے ہیں۔
موجہہ۔ اس قضیہ کو کہتے ہیں جس میں جہۃ القضیہ مذکور ہو۔
مطلقہ الجہۃ وہ قضیہ ہے جس میں جہۃ القضیہ مذکور نہ ہو۔

بسائط

دائمہ مطلقہ۔ وہ قضیہ ہے جس میں دوام ذاتی کا حکم کیا گیا ہو یعنے موجودہ ایجابی یا سلبی حکم اس وقت تک دائمی ہو گا جب تک ذات موضوع موجود ہوگی جیسے دائماً کل انسان حیوان۔

عرفیہ عامہ وہ قضیہ ہے جس میں دوام وصفی کا حکم کیا گیا ہو یعنے موجودہ ایجابی یا سلبی حکم اس وقت تک دائمی ہو گا جب تک ذات موضوع وصف موضوع سے متصف ہو جیسے دائماً کل کاتب متحرک الاصابع مادام کاتباً۔

ضروریہ مطلقہ۔ وہ قضیہ ہے جس میں ضرورت ذاتی کا حکم کیا گیا ہو یعنے موجودہ ایجابی یا سلبی حکم اس وقت تک ضرور دائمی رہے گا جب تک ذات موضوع موجود ہو جیسے بالضرورۃ کل انسان حیوان۔

مشروطہ عامہ۔ وہ قضیہ ہے جس میں ضرورت وصفی کا حکم کیا گیا ہو یعنے موجودہ ایجابی یا سلبی حکم اس وقت تک ضرور دائمی رہے گا جب تک ذات موضوع وصف موضوع سے متصف ہوگی جیسے بالضرورۃ کل کاتب متحرک الاصابع مادام کاتباً۔

وقتیہ مطلقہ۔ وہ قضیہ ہے جس میں ضرورت وقتی (معین) کا حکم کیا گیا ہو یعنے

موجودہ ایجابی یا سلبی حکم وجود موضوع کے کسی خاص وقت میں ضروری ہے جیسے کل قمر منخسف بالضرورۃ وقت حیلولۃ الارض بینہ وبین الشمس۔

منتشرہ مطلقہ ۔ وہ قضیہ ہے جس میں ضرورت وقتی (منتشر) کا حکم کیا گیا ہو۔ یعنی موجودہ ایجابی یا سلبی حکم وجود موضوع کے کسی غیر معین وقت میں ضروری ہے جیسے بالضرورۃ کل حیوان متنفس وقتاً ما۔

مطلقہ عامہ ۔ وہ قضیہ ہے جس میں فعلیت نسبت کا حکم کیا گیا ہو یعنی موجودہ ایجابی یا سلبی حکم ازمنۂ ثلاثہ میں سے کسی زمانہ میں موجود ہے جیسے کل انسان متنفس بالفعل۔

ممکنہ عامہ ۔ وہ قضیہ ہے جس میں سلب ضرورت جانب مخالف کا حکم کیا گیا ہو مثلاً "کل انسان کاتب بالامکان العام"، کا مطلب یہ ہوگا کہ انسان سے نفی کتابت ضروری نہیں۔

مرکبات

موجہہ مرکبہ ۔ وہ قضیہ ہے جو موجہات بسیطہ میں سے ایسے دو قضیوں میں سے مرکب ہو کہ کیف اور جہت کے اختلاف کے علاوہ دونوں قضیے ہر حیثیت سے متحد ہوں۔ اور جن میں پہلا قضیہ صریحی ہو اور دوسرا لا دوام یا لاضرورت کے ضمن میں سمجھا جاتا ہو۔

لاضرورۃ اس لفظ سے قضیہ ممکنہ عامہ مراد لیا جاتا ہے۔ یعنے قضیہ مرکبہ میں لفظ لاضرورۃ سے ایسا ممکنہ عامہ سمجھنا چاہیئے جو مصرحہ قضیہ سے موضوع و محمول میں

موافق اور کیف وجہتہ میں مخالف ہو۔

لا دائمہ اس لفظ سے قضیہ مطلقہ عامہ مراد لیا جاتا ہے یعنے قضیہ مرکبہ میں لفظ لا دائمہ سے ایسا مطلقہ عامہ سمجھنا چاہئے جو مصرحہ قضیہ سے موضوع و محمول میں موافق اور کیف وجہتہ میں مخالف ہو۔

مشروطہ خاصہ - یہ وہی مشروطہ عامہ ہے جو لا دوام ذاتی سے مقید ہو۔ اس کی ترکیب مشروطہ عامہ (مصرحہ) اور مطلقہ عامہ (ضمنیہ) سے ہوتی ہے جیسے بالضرورۃ کل کاتب متحرک الاصابع مادام کاتباً لا دائماً (لا شئ من الکاتب بمتحرک الاصابع بالفعل)

عرفیہ خاصہ - یہ وہی عرفیہ عامہ ہے جو لا دوام ذاتی سے مقید ہو۔ اس کی ترکیب عرفیہ عامہ (مصرحہ) اور مطلقہ عامہ (ضمنیہ) سے ہوتی ہے۔ جیسے دائماً کل کاتب متحرک الاصابع مادام کاتباً لا دائماً (لا شئ من الکاتب بمتحرک الاصابع بالفعل)

وجودیہ لاضروریہ - یہ وہی مطلقہ عامہ ہے جو لاضرورۃ ذاتی سے مقید ہو۔ اسکی ترکیب مطلقہ عامہ (مصرحہ) اور ممکنہ عامہ (ضمنیہ) سے ہوتی ہے جیسے کل انسان متنفس بالفعل لا بالضرورۃ (لا شئ من الانسان بمتنفس بالامکان العام)

وجودیہ لادائمہ - یہ وہی مطلقہ عامہ ہے جو لا دوام ذاتی سے مقید ہو۔ اس کی ترکیب دو مطلقوں عاموں سے ہوتی ہے جن میں ایک مصرحہ اور ایک ضمنیہ ہوتا ہے جیسے کل انسان متنفس بالفعل لا دائماً (لا شئ من الانسان بمتنفس بالفعل)

وقتیہ - یہ وہی وقتیہ مطلقہ ہے جو لا دوام ذاتی سے مقید ہو۔ اس کی ترکیب ایک وقتیہ مطلقہ (مصرحہ) اور ممکنہ عامہ ضمنیہ سے ہوتی ہے جیسے بالضرورۃ کل قمر منخسف وقت حیلولۃ الارض بینہ وبین الشمس لا دائماً (لا شئ من القمر بمنخسف بالفعل)

منتشرہ - یہ وہی منتشرہ مطلقہ ہے جو لا دوام ذاتی سے مقید ہو۔ اس کی ترکیب منتشرہ مطلقہ (مصرحہ) اور مطلقہ عامہ (ضمنیہ) سے ہوتی ہے جیسے بالضرورہ کل انسان متنفس وقتاً ما لا دائماً (لا شئ من الانسان بمتنفس بالفعل)

ممکنہ خاصہ - یہ وہ قضیہ ہے جس میں سلب ضرورت طرفین کا حکم کیا گیا ہو۔ اس کی ترکیب دو مختلف الکیف ممکنوں عاموں سے ہوتی ہے جو دونوں لفظ امکان خاص کے ضمن میں سمجھے جاتے ہیں جیسے بالامکان الخاص کل انسان کاتب یعنے کل انسان کاتب بالامکان العام ولا شئ من الانسان بکاتب بالامکان العام۔

شرطیات کی بحث

قضیہ شرطیہ بظاہر ایسے دو قضیوں سے مرکب قول ہوتا ہے جن میں ربط و اتصال یا منافات و انفصال کا اظہار مقصود ہوتا ہے۔ اس کے پہلے جز کو 'مقدم' اور ثانی کو 'تالی' اور دونوں میں اتصال یا انفصال پر جو حروف دلالت کرتے ہیں ان کو ادات اتصال یا انفصال کہتے ہیں۔ شرطیہ کی دو قسمیں ہیں متصلہ اور منفصلہ پھر متصلہ کی دو قسمیں ہیں لزومیہ اور اتفاقیہ۔ اور منفصلہ کی تین قسمیں ہیں۔ حقیقیہ مانعۃ الجمع۔ اور مانعۃ الخلو۔ پھر ان میں سے ہر ایک دو قسم پر ہے عنادیہ اور اتفاقیہ۔ اس طرح شرطیہ کی آٹھ قسمیں ہوئیں۔ پھر ہر ایک میں اگر ایجاب وسلب کا بھی اعتبار کریں تو شرطیہ میں کل سولہ قضیے متصور ہو سکتے ہیں جن کا ضروری بیان حصہ اول میں تم پڑھ چکے ہو۔ بقیہ حالات معلوم کرنے کے لئے مندرجہ ذیل امور خوب

سمجھکر یاد کر لو۔

(۱) تمام شرطیات کا تحقق ہر ایک کے ادات کے مطابق متکلم کے قصد و فیصلے پر موقوف ہے۔ اگر شرطیہ کی دو نسبتوں میں متکلم نے ادات اتصال کے ذریعہ ربط و اتصال کا حکم کیا ہو تو قضیہ متصلہ ہوگا اور اگر انفصال کا حکم کیا ہو تو منفصلہ ہوگا۔ پھر اگر واقع میں بھی ان میں وہ اتصال یا انفصال موجود ہو تو قضیہ صادقہ ہوگا ورنہ کاذبہ۔ دیکھو "ان کانت الشمس طالعۃ فاللیل موجود" قضیہ شرطیہ متصلہ موجبہ اور "اِمّا ان یکون الشئ انساناً او حیواناً" منفصلہ موجبہ ہے۔ حالانکہ واقع میں دونوں کاذبہ ہیں۔ اسی طرح باقی قضایا کو سمجھو۔

(۲) شرطیہ کے صدق کا دار و مدار طرفین پر نہیں بلکہ واقعی اتصال یا انفصال پر ہے۔ مثلاً "ان کان زید حمارا کان ناہقاً" متصلہ صادقہ ہے حالانکہ طرفین (حماریۃ و ناہقیت زید) کاذب ہیں۔

(۳) تمام قضایا کے اسماء ان کے موجبات کے اعتبار سے مقرر کئے گئے ہیں اور سوالب اپنے موجبات کے ساتھ چونکہ طرفین میں مشابہ ہیں اس واسطے وہ بھی اپنے موجبات کے اسما سے نامزد کئے جاتے ہیں مثلاً متصلہ کو اس واسطے متصلہ کہتے ہیں کہ اس کے مقدمتین میں اتصال کا حکم کیا جاتا ہے اب اس کے سالبہ میں باوجودیکہ رفع اتصال کا حکم کیا جاتا ہے اور پھر بھی متصلہ کہلاتا ہے۔ کیونکہ وہ موجبہ کے ساتھ مقدمتین میں مشابہ ہے۔

(۴) شرطیہ میں مقدم کے اوضاع اور تقادیر ایسے ہیں جیسے حملیات میں افراد موضوع۔ یعنی جس طرح حملیہ افراد موضوع کے اعتبار سے شخصیہ۔ محصورہ۔

مہملہ آتا ہے اسی طرح شرطیہ تقادیر مقدم کے اعتبار سے شخصیہ۔ محصورہ۔ مہملہ آتا ہے۔ البتہ شرطیات میں طبعیہ اس واسطے نہیں آسکتا کہ یہاں کسی ماہیت اور طبیعت پر حکم نہیں ہوتا بلکہ اتصال یا انفصال نسبتین کا حکم ہوتا ہے۔

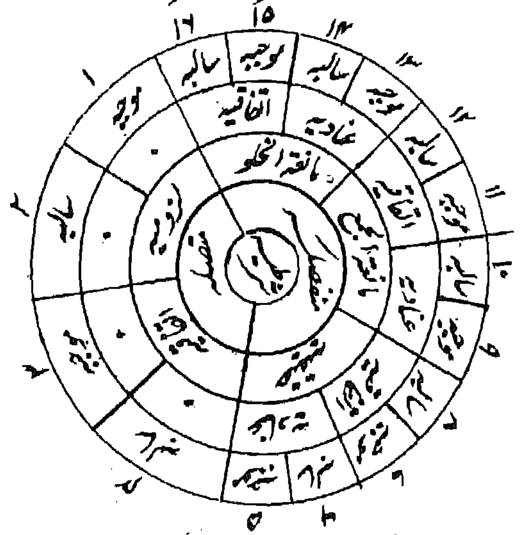
اوضاع اور تقادیر مقدم سے مقدم کے وہ حالات واوقات مراد ہیں جو مقدم کو تمام ممکن الاجتماع امور کی موجودگی میں حاصل ہوتے ہیں۔ مثلاً طلوع آفتاب کے وقت زید کا لکھنا عمر کا سونا احمد کا پڑھنا اور اس طرح ہر ممکن الوقوع واقعہ کا ہونا طلوع آفتاب کے تقادیر اور اوضاع ہیں۔ اب اگر شرطیہ میں اتصال یا منافات کا حکم جمیع تقادیر مقدم پر ہو جیسے بہر حال جب آفتاب نکلے گا تو دن موجود ہوگا۔ تو شرطیہ کلیہ ہوگا اور اگر بعض غیر معین تقادیر پر ہو تو جزئیہ اور اگر بعض معین تقادیر پر ہو تو شخصیہ ہوگا اور اگر کسی تقدیر کو اشارہ کئے بغیر حکم کیا گیا ہو تو مہملہ ہوگا

(۵) جس طرح حملیات میں کمیۃ افراد پر دلالت کرنے کے لئے سور مقرر ہیں۔ اسی طرح شرطیات میں کمیۃ اوضاع اور تقادیر مقدم پر دلالت کرنے کے لئے سور مقرر ہیں۔

چنانچہ متصلہ میں موجبہ کلیہ کے لئے لفظ کلما۔ مہما۔ متی سور مقرر ہے یا جو ان کے ہم معنے ہوں جیسے کلما۔ مہما۔ متی کانت الشمس طالعۃ فالنہار موجوداً اور منفصلہ میں موجبہ کلیہ کے لئے دائماً آتا ہے یا جو لفظ اس کے ہم معنے ہو جیسے "دائماً اما ان یکون العدد زوجا او فردًا اور سالبہ کلیہ کا سور دونوں میں لیس البتہ آتا ہے۔ جیسے لیس البتہ ان کانت الشمس طالعۃ فاللیل موجوداً "لیس البتہ اما ان یکون ہذا الشئے انسانًا او حیوانًا"

اور موجبہ جزئیہ میں دونوں کے لئے قد یکون آتا ہے۔ اور سالبہ جزئیہ میں دونوں کے لئے قد لا یکون آتا ہے یا جو اس کے ہم معنے ہو۔ مہملہ کی نشانی دخول لفظ اِذا یا لو ہے مثلاً "اذا۔ لو کان الشئ انسانًا کان حیوانًا" شخصیہ کی نشانی مخصوص تقدیر یا وقت کی تصریح ہے جیسے "ان جئتنی الیوم فاکرمک"۔

نقشہ نمبر ۱۲ متعلق شرطیات



تعریفات

شرطیہ۔ وہ قضیہ ہے جس کا انحلال مرکبین کو ہو۔ یا جس میں اتصال یا انفصال یا ان کے سلب کا حکم کیا گیا ہو۔

متصلہ۔ وہ شرطیہ ہے جس میں دو نسبتوں کے درمیان اتصال یا رفع اتصال کا

حکم کیا گیا ہو۔
منفصلہ - وہ شرطیہ ہے جس میں دو نسبتوں کے درمیان منافات یا سلب منافات کا حکم کیا گیا ہو۔
لزومیہ - وہ متصلہ ہے جس میں کسی علاقہ رابطہ سے اتصال یا سلب اتصال کا حکم کیا گیا ہو۔
متصلہ اتفاقیہ - وہ متصلہ ہے جس میں بلا کسی علاقہ رابطہ کے اتصال یا سلب اتصال کا حکم کیا گیا ہو۔
منفصلہ حقیقیہ - وہ منفصلہ ہے جس کے طرفین میں جمعاً و منعاً دونوں منافات یا سلب منافات کا حکم کیا گیا ہو۔
مانعۃ الجمع - وہ منفصلہ ہے جس کے طرفین میں صرف جمعاً منافات یا سلب منافات کا حکم کیا گیا ہو۔
مانعۃ الخلو - وہ منفصلہ ہے جس کے طرفین میں صرف خلواً منافات یا سلب منافات کا حکم کیا گیا ہو۔
منفصلہ عنادیہ وہ منفصلہ ہے جس کے طرفین میں منافات کا حکم کسی علاقہ تقابل سے کیا گیا ہو۔
منفصلہ اتفاقیہ - وہ منفصلہ ہے جس کے طرفین میں منافات کا حکم بغیر کسی علاقہ تقابل کے کیا گیا ہو۔
متقابلین - ایسی دو چیزوں کو کہتے ہیں کہ ایک محل میں ایک ہی جہت سے جمع نہ ہو سکیں جیسے سواد بیاض - ابوۃ بنوۃ - علم جہل - کتابت عدم کتابت

ہدایت - تعریفات میں اختصاراً امثلہ حذف کئے گئے ہیں اساتذہ کرام مناسب امثلہ کے ساتھ تعریفات یاد کرائیں۔

تناقض کی بحث

چونکہ تناقض اور عکس بھی بحث قضایا کے لواحقات و احکام سے ہیں۔ اور قیاسات و دلائل میں بسا اوقات ان کی ضرورت ہوتی ہے اس لئے معرفت قضایا کے بعد تناقض اور عکس سے بحث کی جاتی ہے اور چونکہ مبحث عکس میں بھی اکثر تناقض سے کام لینا پڑتا ہے اس لئے تناقض کی بحث عکس سے مقدم کی جاتی ہے

تناقض - لغۃً دو چیزوں کا آپس میں ایک دوسرے کا ضد ہونا۔ مخالف ہونا توڑتا ہے۔ عدالتوں میں وکلاء اور مدارس میں طلبا آپس کی بحث و مباحث میں زیادہ تر اسی تناقض سے کام لیتے ہیں۔ یعنی ہر ایک اپنے دعوے کے ثبوت کیلئے اکثر ایسا قول پیش کرتا ہے جو مقابل کے قول کو توڑتا ہو۔

تناقض کی معرفت کا عام اور آسان طریقہ یہ ہے کہ جس شئے کی نقیض مطلوب ہے اس پر حرف سلب داخل کرو۔ بس اسی کو اُس شئے کی نقیض سمجھو۔ یہی وہ مختصر تعریف ہے جو اس فن میں "نقیض کل شئے رفعہ" سے مشہور ہے اور یہ تمام مفردات و مرکبات میں جاری ہو سکتی ہے۔

مگر یہاں جو تناقض زیر بحث ہے وہ صرف تناقض قضایا ہے۔

(۱) یعنی دو قضیوں کا آپس میں صرف کم۔ کیف۔ جہتہ کے اعتبار سے اس طرح مختلف ہونا کہ ان میں سے ہر ایک کا صدق دوسرے کے کذب کو مستلزم ہو

گویا متناقض قضیوں میں اگر کم کیف ۔ جہت کے اختلاف سے قطع نظر کیا جائے تو باقی اجزا کے اعتبار سے محض ایک قضیہ کی تکرار نظر آتی ہو ۔ جیسے زید عالم ہے ۔ زید عالم نہیں ۔ یا ہر انسان ضرور حیوان ہے ۔ بعض انسان ۔ بالامکان العام حیوان نہیں ۔ اس اختلاف کو تناقض اور ان میں ہر قضیہ کو دوسرے کی نسبت نقیض اور آپس میں ہر دو متناقض کہلاتے ہیں ۔

(۲) متناقض قضیوں کا آٹھ امور میں متحد ہونا ضروری ہے جن کو وحدات ثمانیہ کہتے ہیں اور جن کو ایک شاعر نے نظم کیا ہے ۔ ؎

در تناقض ہشت وحدت شرط داں ۔۔۔ وحدت موضوع و محمول و مکاں
وحدت شرط و اضافت جز و کل ۔۔۔ قوۃ و فعل است در آخر زماں

ان میں سے اگر ایک وحدت کی بھی کمی آجائے تو تناقض کا تحقق نہ ہو سکے گا دیکھو زید قائم ہے ۔ عمر قائم نہیں" میں وحدت موضوع نہیں ۔" زید قائم ہے ۔ زید کاتب نہیں" میں وحدت محمول نہیں ۔" احمد پڑھتا ہے (مدرسہ میں) احمد نہیں پڑھتا (بازار میں)" اس میں وحدت کا مکان نہیں ۔ "زید کامیاب ہوگا (بشرط محنت) زید کامیاب نہ ہوگا (بشرط عدم محنت)" میں وحدت شرط نہیں ۔" زید بیٹا ہے (اپنے باپ کی نسبت) زید بیٹا نہیں (غیر باپ کی نسبت)" میں وحدت اضافت نہیں ۔" آم کھایا جاتا ہے (چھلکے اور گٹھلی کے سمیت)" اس میں وحدت کلیہ یا جزئیت نہیں یہ بچہ عالم ہے (بالقوہ) یہ بچہ عالم نہیں (بالفعل)" ان میں وحدت قوت یا فعل نہیں "زید سوتا ہے (رات میں) زید نہیں سوتا (دن میں)" میں وحدت زمانہ نہیں ۔ اس لئے ان امثلہ میں تناقض نہیں بلکہ دونوں قضیے معاً صادق یا کاذب ہو سکتے

ہیں۔

(۳) کسی قضیہ پر حصول نقیض کے لئے جب حرف سلب داخل کیا جاتا ہے تو اس سے کبھی مروجہ قضایا میں سے صراحۃً کوئی قضیہ پیدا ہوتا ہے اور کبھی اس سے کوئی مروجہ قضیہ نہیں نکلتا۔ تو جہاں دخول حرف سلب سے کوئی مشہور قضیہ صراحۃً نہیں نکلتا وہاں مشہور قضایا میں سے ایسے قضیے کو نقیض مقرر کیا جاتا ہے جو اس سلب کا لازم یا مساوی ہو۔

(۴) تحقق تناقض کے لئے شخصیات میں وحدات ثمانیہ کی موجودگی اور کیف میں اختلاف ہی کافی ہے۔ مگر محصورات میں اس کے ساتھ اختلاف کم بھی شرط ہے اور موجہات میں اس کے ساتھ اختلاف جہۃ بھی۔ غرض ہر قضیہ کی نقیض میں وحدات ثمانیہ کے علاوہ کم کیف جہۃ میں کامل ضدیت و مخالفت ضروری ہے۔ مثلاً موجبہ شخصیہ کے لئے نقیض سالبہ شخصیہ اور موجبہ کلیہ کے لئے سالبہ جزئیہ اور موجبہ جزئیہ کے لئے سالبہ کلیہ آئے گی اسی طرح موجہات میں ضروریہ مطلقہ کے لئے ممکنہ عامہ اور دائمہ مطلقہ کے لئے نقیض مطلقہ عامہ آئے گی۔ اسی طرح باقی قضایا میں سمجھو۔

عکس کی بحث

عکس کے معنے الٹنے پلٹنے کے ہیں۔ مگر یہاں عکس سے وہ قضیہ مراد ہے جو کسی قضیہ کے الٹنے سے پیدا ہوا ہو۔ عکس کی دو قسمیں ہیں عکس مستوی اور عکس نقیض پہلے عکس مستوی سے بحث کی جاتی ہے پھر عکس نقیض کو بیان کیا جائے گا۔

عکس مستوی کی بحث

مستوی کے معنے سیدھے کے ہیں یعنی یہ سیدھا سادہ عکس ہے۔ جس کا مفہوم یہ ہے کہ قضیہ کے ہر دو طرف ایک دوسرے کی جگہ منتقل کرنا۔ مگر اس پلٹنے میں یہ شرط ملحوظ رہنا چاہیئے کہ عکس میں اصل قضیہ کی کیف اور صدق محفوظ رہے یعنی اگر اصل قضیہ موجبہ تھا تو عکس بھی موجبہ ہو اور اگر اصل کو سچا تسلیم کیا تھا تو عکس کو بھی سچا تسلیم کرنا پڑے گا۔ واقع میں کچھ بھی ہو اسی شرط کے اعتبار سے اہل فن نے تجربے کے بعد ہر قضیہ کے لئے جدا جدا عکس مقرر کئے ہیں۔ اور جہاں وہ ایسے عکس کے تعین پر کامیاب نہ ہوئے جو تمام امثلہ وا مواد میں برابر صادق آسکے تو وہاں یہ فیصلہ کیا ہے کہ اس قضیہ کا عکس ہی نہیں آتا (اگرچہ بعض مواد میں اس کا صحیح عکس موجود بھی ہو۔)

اور جہاں ایک قضیہ کا عکس ایک مثال میں کلیہ صادق آتا ہو مگر دوسری مثال میں صرف جزئیہ صادق آتا ہو تو وہاں جزئیہ کو ہی عکس تسلیم کیا گیا ہے تاکہ عکس تمام امثلہ و مواد میں برابر صادق آسکے۔

مثلاً حملیات میں۔ موجبہ کلیہ کا عکس موجبہ جزئیہ تسلیم کیا گیا ہے حالانکہ ہر انسان ناطق ہے کا عکس ہر ناطق انسان ہے کلیہ بھی صادق آتا ہے۔ مگر ہر انسان جاندار ہے کا عکس ہر جاندار انسان ہے کلیہ غلط ہے اور جزئیہ بعض جاندار انسان ہیں صحیح ہے۔ اسی طرح موجبہ جزئیہ کا عکس موجبہ جزئیہ اور سالبہ کلیہ کا عکس سالبہ کلیہ تسلیم کئے گئے ہیں کیونکہ یہ تمام مواد میں برابر صادق آتے ہیں۔

سالبہ جزئیہ کا عکس بعض مواد میں سالبہ جزئیہ صادق آتا ہے جیسے "بعض حیوان ابیض نہیں" کا عکس "بعض ابیض حیوان نہیں" صادق ہے۔ مگر "بعض جاندار انسان نہیں" کا عکس "بعض انسان جاندار نہیں" غلط ہے اس لئے فیصلہ کیا گیا کہ سالبہ جزئیہ کا عکس لازمًا نہیں آتا ہے۔ شرطیات میں صرف متصلہ لزومیہ کا عکس حملیات کی طرح آتا ہے یعنی موجبہ کلیہ کا موجبہ جزئیہ اور موجبہ جزئیہ کا بھی موجبہ جزئیہ۔ اور سالبہ کلیہ کا سالبہ کلیہ آتا ہے۔ اور سالبہ جزئیہ کا یہاں بھی لازمًا عکس نہیں آتا۔

ان کے علاوہ تمام اتفاقیات اور منفصلات کا یا تو عکس ہی نہیں یا مفید نہیں اس لئے ان سے بحث نہیں کی جاتی۔

اور موجہاتِ موجبہ میں۔ دائمتین (ضروریہ مطلقہ۔ دائمہ مطلقہ) اور عامتین (مشروطہ عامہ۔ عرفیہ عامہ) کا عکس حینیہ* مطلقہ آتا ہے۔ اور خاصتین (مشروطہ خاصہ عرفیہ خاصہ) کا عکس حینیہ** مطلقہ لادائمہ آتا ہے۔ اور وقتیتان (وقتیہ۔ منتشرہ) اور وجودیتان (وجودیہ لاضروریہ۔ وجودیہ لادائمہ) اور مطلقہ عامہ کا عکس مطلقہ عامہ آتا ہے۔ ممکنتین (ممکنہ عامہ وخاصہ) کا عکس نہیں آتا۔

اور موجہاتِ سوالب میں۔ دائمتین ضروریہ مطلقہ۔ دائمہ مطلقہ کا عکس دائمہ آتا ہے اور عامتین (مشروطہ عامہ وعرفیہ عامہ) کا عکس عرفیہ عامہ آتا ہے اور

---

* حینیہ مطلقہ وہ قضیہ ہے جس میں ذاتِ موضوع کے لئے اوقاتِ وصفِ موضوع میں اطلاقِ عام کے ساتھ حکم کیا گیا ہو۔

** اسی کے آخر میں جب لادوام کی قید لگائی جاتی ہے تو پھر حینیہ مطلقہ لادائمہ کہلاتا ہے۔

خاصتین (مشروطہ خاصہ۔ عرفیہ خاصہ) کا عکس عرفیہ خاصہ آتا ہے مگر عکس کے آخر
میں جو لادوام آئے گا اس کے ضمن میں جو قضیہ آتا ہے وہ ہمیشہ جزئیہ ہی آئے گا
ان کے سوا باقی سوالب کے عکس نہیں آتے۔

فائدہ (۱) تمام قضایا میں یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ اگر کسی قضیہ کے عکس میں کئی قضیے
صادق آسکتے ہوں تو ان میں عکس اس قضیہ کو سمجھنا چاہیئے جو سب میں اخص
ہو مثلاً اگر ضروریہ مطلقہ کے عکس میں تمام بسائط صادق آتے ہوں تو ان سب
میں ضروریہ مطلقہ کو ہی عکس سمجھنا چاہیئے کیونکہ وہی تمام بسائط میں سب سے
اخص ہے۔

(۲) ہر قضیہ کے عکس کی صحت پر جو دلائل لائے جاتے ہیں ان میں زیادہ
مشہور اور کارآمد دلیل خلف ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر ہمارا عکس صحیح نہ
ہو گا تو اس کی نقیض صحیح ہوگی۔ لیکن اس کو جب اصل سے صحیح شکل کی صورت میں
ملاتے ہیں تو نتیجہ غلط نکلتا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ ہمارا عکس صحیح تھا اور
اس کی نقیض غلط تھی۔

مثلاً ہم نے دعوے کیا تھا کہ موجبہ کلیہ کا عکس موجبہ جزئیہ آتا ہے۔ یعنے
"ہر انسان جاندار ہے" کا عکس "بعض جاندار انسان ہیں" آتا ہے۔ اب اگر ہمارے
اس عکس کو کوئی صحیح تسلیم نہ کرے تو اس کی نقیض "کوئی جاندار انسان نہیں" کو صحیح عکس
تسلیم کرے گا لیکن جب اس کو اصل سے ملا کر یوں قیاس قائم کرتے ہیں کہ

ہر انسان جاندار ہے
اور کوئی جاندار انسان نہیں } تو کوئی انسان انسان نہیں

نتیجہ غلط نکلتا ہے۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ ہمارا عکس صحیح تھا اور اس کی نقیض کو جو صحیح عکس تسلیم کیا گیا تھا وہ غلط تھا۔ اسی طرح بقیہ عکسوں کی درستی پر یہی دلیل خلف قائم کی جا سکتی ہے۔

نقشہ نمبر ۱۲ متعلق عکس حملیات و شرطیات

نوعیۂ اصل قضیہ	نوعیۂ عکس	امثلۂ اصل	امثلۂ عکس
حملیہ موجبہ کلیہ	حملیہ موجبہ جزئیہ	ہر انسان جاندار ہے	بعض جاندار انسان ہیں
حملیہ موجبہ جزئیہ	حملیہ موجبہ جزئیہ	بعض طلبہ ذہین ہوتے ہیں	بعض ذہین طلبہ ہوتے ہیں
حملیہ سالبہ کلیہ	حملیہ سالبہ کلیہ	کوئی عالم جاہل نہیں	کوئی جاہل عالم نہیں
حملیہ سالبہ جزئیہ	حملیہ سالبہ جزئیہ اگرچہ لازم نہیں	بعض منطقی فلسفی نہیں ہوتے	بعض فلسفی منطقی نہیں ہوتے
شرطیہ متصلہ موجبہ کلیہ	شرطیہ متصلہ موجبہ جزئیہ	ہر آئینہ اگر آفتاب نکلا ہو تو دن موجود ہو گا۔	کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ اگر دن موجود ہو تو آفتاب نکلا ہو گا۔
شرطیہ متصلہ موجبہ جزئیہ	شرطیہ متصلہ موجبہ جزئیہ	کبھی ایسا ہوتا ہے کہ جب انسان پڑھتا ہے تو وہ سمجھتا ہے۔	کبھی ایسا ہوتا ہے کہ جب انسان سمجھتا ہے تو وہ پڑھتا ہے۔
شرطیہ متصلہ سالبہ کلیہ	شرطیہ متصلہ سالبہ کلیہ	ہرگز ایسا نہیں کہ اگر آفتاب نکلا ہو تو رات ہو گی۔	ہرگز ایسا نہیں کہ اگر رات ہو گی تو آفتاب نکلا ہو گا
شرطیہ متصلہ سالبہ جزئیہ	[illegible]		-

[illegible]

نقشہ نمبر ۱۴ متعلق عکس موجہات

کیفیت اصل	نوعیۃ اصل	نوعیۃ عکس	امثلہ اصل	امثلہ عکس
موجبات	دائمتین عامتین	حینیہ مطلقہ	(ا) جہات چہارگانہ ہر انسان جاندار ہے۔	بعض جاندار جاندار ہونیکے وقت اطلاق عام کیساتھ انسان ہیں
=	خاصتین	حینیہ مطلقہ لادائمہ	[illegible]	[illegible]
	وقتیتین وجودیتین مطلقہ عامہ	مطلقہ عامہ	(ب) جہات پنجگانہ ہر جاندار متنفس ہوتا ہے مگر دائما نہیں۔	بعض متنفس جاندار ہوتا ہے باطلاق عام
سالبات کلیہ	دائمتین	دائمہ مطلقہ	(ب) جہتین) کوئی انسان پتھر نہیں۔	دائما کوئی پتھر انسان نہیں
	عامتین	عرفیہ عامہ	(ب) جہتین) کوئی کاتب کتابت کے وقت ساکن الاصابع نہیں	کوئی ساکن الاصابع سکون اصابع کے وقت کاتب نہیں۔
	خاصتین	عرفیہ عامہ مقید بلادوام فی البعض	(ب) جہتین) کوئی کاتب کتابت کیوقت ساکن الاصابع نہیں لا دائما	دائما کوئی ساکن الاصابع سکون اصابع کے وقت کاتب نہیں لا دائما فی البعض
سالبات جزئیہ	خاصتین	عرفیہ خاصہ	(ب) جہتین) بعض کاتب کتابت کے وقت ساکن الاصابع نہیں ہوتے لا دائما	دائما بعض ساکن الاصابع سکون اصابع کے وقت کاتب نہیں ہوتے لا دائما
	بقیہ موجہات کے عکس نہیں آتے			

عکسِ نقیض کی بحث

عکس نقیض کا استعمال دو طریقہ سے کیا جاتا ہے (۱) بطریق متاخرین - (۲) بطریق قدمار -

متاخرین کا طریقہ یہ ہے کہ جزر ثانی کو نقیض سے بدل کر قضیہ کے پہلے جزکی جگہ لے جاتے ہیں اور پہلے جزر کو بعینہٖ ثانی جزکی جگہ لے جاتے ہیں اور عکس کو اصل سے کیف میں مخالف رکھتے ہیں مثلاً "ہر انسان جاندار ہے" کا عکس نقیض متاخرین کے نزدیک "ہر غیر جاندار انسان نہیں" آئے گا۔

قدمار کا طریقہ یہ ہے کہ قضیہ کے ہر دو اجزار کو اپنی اپنی جگہ ان کے نقیضوں سے بدل کر پھر عکس مستوی کی طرح ہر دو نقیضین کو ایک دوسرے کی جگہ لے جاتے ہیں اور عکس کو اصل کے ساتھ کیف میں موافق رکھتے ہیں۔ مثلاً قدمار کے نزدیک "ہر انسان جاندار ہے" کا عکس نقیض "ہر غیر جاندار غیر انسان ہے" آئے گا چونکہ قدمار کا طریقہ نسبتاً آسان اور منضبط ہے اس لئے اہل فن زیادہ اسی کو استعمال کرتے ہیں۔ عکس نقیض کے بقیہ حالات اور دلائل عکس مستوی کے مطابق ہیں صرف فرق یہ ہے کہ جو حالات مستوی میں موجبات کے تھے وہی حالات عکس نقیض کے سوالب میں ہیں۔ اور جو حالات مستوی میں سوالب کے تھے وہی حالات عکس نقیض کے موجبات میں ہیں۔

خاتمہ

قضایا کے متعلق کار آمد ضروری حالات تم پڑھ چکے ہو۔ اس لئے بحث قضایا

اب ختم کی جاتی ہے۔ اس کے سوا شرطیات اور موجہات کے تناقض اور عکوس کے دائم اور تلازم شرطیات کے ابحاث چونکہ بغایت دقیق اور طویل ہیں اس لئے تمہارے ذہن پر بار گذرنے کے خوف سے یہاں ذکر نہیں کئے گئے اگر موقع میسر ہوا تو آئندہ بڑی کتابوں میں وہ تمام حالات مفصل پڑھو گے۔

حجت کی بحث

جن تصدیقات معلومہ سے تصدیقات مجہولہ حاصل کئے جاتے ہیں ان کو حجت اور دلیل کہتے ہیں۔ حجت لغۃً غلبہ کو کہتے ہیں اور چونکہ دلیل سے انسان اپنے مقابل پر غالب آتا ہے اس لئے اس کو حجت کہتے ہیں۔ حجۃ کے لئے یہ شرط ہے کہ وہ مطلوب تصدیق و نتیجہ پر مشتمل یا مستلزم ہو تاکہ وہ حصول مطلوب و نتیجہ کا ذریعہ بن سکے۔

حجۃ کی تین قسمیں ہیں قیاس۔ استقرار اور تمثیل۔ ان میں حصول مطلوب کا بہترین طریقہ قیاس ہے۔ کیونکہ اگر مقدمات میں کسی قسم کا نقص نہ ہو تو وہ مفید یقین ہوتا ہے۔ برخلاف تمثیل و استقرار کے وہ اکثر مفید ظن غالب ہوتے ہیں۔ چونکہ مبتدیوں کے لئے جزئیات اور تمثیلات کی معرفت سے معانی اور کلیات کے حصول میں تدریجی ارتقاء تعلیمی نقطۂ نظر سے زیادہ مفید و مناسب ہے اس لئے قیاس سے استقرار و تمثیل کی بحث مقدم کی جاتی ہے۔

تمثیل

ایک جزئی کے حال سے کسی علۃ مؤثرہ مشترک کی وجہ سے دوسری جزئی کے حال پر دلیل لانے کو تمثیل۔ اور فقہا کی اصطلاح میں قیاس کہتے ہیں جس کی بنا تین ارکان پر ہوتی ہے۔ اصل فرع۔ اور علۃ جامعہ۔ تمثیل میں پہلی جزئی (جس سے حکم حاصل کیا جاتا ہے) کو اصل اور مقیس علیہ کہتے ہیں۔ دوسری جزئی (جس کا حکم حاصل کیا جاتا ہے) کو فرع اور مقیس کہتے ہیں۔ اور جس مشترک امر کی وجہ سے اصل کا حکم فرع پر لگایا جاتا ہے اس کو علۃ اور جامع کہتے ہیں۔ مثلاً تم کو شراب کی حرمت معلوم ہے اور تاڑی یا بھنگ کی حرمت معلوم نہیں۔ تو تم شراب کی حرمت سے علۃ جامعہ (بے ہوشی) کی وجہ سے تاڑی یا بھنگ کی حرمت پر اس طرح دلیل قائم کرو کہ چونکہ شراب سُکر ہی کی وجہ سے حرام ہے اور وہی سُکر تاڑی اور بھنگ میں بھی موجود ہے۔ لہذا تاڑی اور بھنگ بھی حرام ہے۔ اس طرح تاڑی اور بھنگ کی حرمت تم نے تمثیل اور قیاس کے ذریعہ ثابت کر لی۔ اس بیان سے معلوم ہوا کہ تمثیل کا سارا دارومدار علۃ جامعہ کی تعیین پر ہے جس کے لئے کئی طریقے مقرر ہیں۔ مگر سب میں عمدہ دو ہی طریقے ہیں۔ ایک کو دوران یا طرد و عکس کہتے ہیں اور دوسرے کو سبر یا تقسیم کہتے ہیں۔

دوران٭ کا مفاد یہ ہے کہ تمثیل میں جس علۃ جامعہ سے حکم لگایا جاتا ہے اس کا

٭ دوران پھرنے کو کہتے ہیں چونکہ یہاں علۃ اور حکم وجوداً و عدماً ایک دوسرے کے ساتھ پھرتے ہیں اس لئے اس کو دوران کہتے ہیں۔

تعلق وارتباط حکم کے ساتھ ایسا پختہ ہو کہ ان میں ہر ایک کا وجود دوسرے کے وجود کی دلیل اور ہر ایک کا عدم دوسرے کے عدم کی دلیل ہو جس طرح کہ مذکور مثال میں سکر اور حرمۃ کے درمیان اسی قسم کا تلازم پایا جاتا ہے۔ سبر* وتقسیم کا طریقہ گویا علۃ کے تعین کی مشق اور آزمائش ہے۔ جس کا مفاد یہ ہے کہ اصل میں جتنے اوصاف ہوں ان کو اکٹھا کر کے ہر ایک وصف پر مذکور حکم کے ترتب کا فرداً فرداً تجربہ کیے جائیں اور جس وصف کو اس حکم کے ترتب کا اصلی باعث پائیں اسی کو اس حکم کی علۃ اور جامع قرار دیا جائے۔

مثلاً شراب کی حرمت تم کو معلوم تھی مگر یہ معلوم کرنا تھا کہ حرمۃ کس وصف سے ہے تو تم نے پہلے شراب کے تمام اوصاف جمع کر لیے کہ وہ انگور کا پانی ہے اس میں سیلان ہے۔ شیشہ میں بھری ہے۔ ارغوانی رنگ ہے۔ بے ہوشی لاتی ہے۔ وغیرہ۔ پھر تم نے ہر وصف پر علۃ بننے کی آزمائش کی تو معلوم ہوا کہ انگور کا پانی ہونا تو حرمۃ کی دلیل اور علۃ نہیں ہو سکتی ہے ورنہ شیرۂ انگور اور سرکۂ انگوری بھی حرام ہونا چاہیے حالانکہ وہ حلال ہیں۔ سیلان بھی حرمۃ کی علۃ نہیں ورنہ پانی بھی حرام ہو جائے۔ شیشہ میں ہونا بھی علۃ نہیں ورنہ شیشے کا شربت۔ پانی۔ شہد وغیرہ بھی حرام ہو جائے۔ ارغوانی رنگ ہونا بھی حرمت کی علۃ نہیں ورنہ بہت سے شربت جو ارغوانی رنگ کے ہوتے ہیں وہ بھی حرام ہو جائیں۔ تو معلوم ہوا کہ بے ہوشی اور سکر ہی دراصل حرمۃ کی علۃ ہے۔ لہذا تاڑی۔ بھنگ

* سبر زخم میں سلائی ڈال کر زخم کی گہرائی کا آزمائش کرنا ہے یہاں چونکہ ہر وصف پر علۃ بننے کی آزمائش کی جاتی ہے اس لیے اس کو سبر کہتے ہیں۔

اور ہر وہ چیز جس میں یہ علۃ (نشہ) پائی جائے گی وہ شراب کے ساتھ اس علۃ جامعہ میں مشترک ہونے کی وجہ سے حرام سمجھی جائے گی۔

استقراء

استقراء کے معنے تتبع اور تلاش کے ہیں۔ یہاں استقراء سے مراد وہ حجت ہے جس میں کسی کلی کے حکم پر اسی کے جزئیات کے احکام سے استدلال کیا گیا ہو یا کسی کلی کے جزئیات کا اس لئے تتبع حالات کرنا تاکہ اس سے ان کی کلی کے حال پر حکم کیا جائے۔ مثلاً تم نے اکثر حیوانی افراد کے کھانے کا حال تلاش کیا تو معلوم ہوا کہ وہ کھانے کے وقت نیچے کے جبڑے کو ہلاتے ہیں اس سے تم نے تمام حیوانی افراد پر حکم کلی لگا کر یوں کہا کہ ہر حیوان کھاتے وقت نیچے کا جبڑا ہلاتا ہے بس یہی تتبع استقراء ہوا جس سے یہ حکم کلی حاصل کیا گیا۔ یہ حکم استقرائی اگر اکثر جزئیات کی تتبع سے حاصل کیا گیا ہو تو اس کو استقراء ناقص کہیں گے جو صرف مفید ظن غالب ہوگا۔ کیونکہ شاید اس کلی کے بعض جزئیات ایسے ہوں جو تمہاری تلاش میں نہ آئے ہوں اور وہ کھاتے وقت اوپر کا جبڑا ہلاتے ہوں جیسے تمساح (نہنگ) کے متعلق ایسا ہی مشہور ہے۔ اور اگر تمام جزئیات کے تتبع و تلاش سے حاصل کیا گیا ہو تو اس کو استقراء تام کہیں گے جو مفید یقین ہوگا۔ جیسے کسی خاندان کے کل دس ہی افراد ہوں اور جستجو سے تم کو ہر فرد کے متعلق یہ تحقیق ہو چکی ہو کہ ان میں ہر ایک فرد نکما ہے اس پر تم اس خاندان کے متعلق حکم کلی لگا کر یوں کہو کہ یہ سارا خاندان ہی نکما ہے۔ حجۃ کے اقسام میں تمثیل اور استقراء ایسے دلائل

ہیں کہ جن کو عوام بھی اپنے محاورات میں عموماً استعمال کرتے ہیں۔ دیکھو ہر دیندار امانت دار ہوتا ہے۔ ہر بخیل دنیادار ہوتا ہے۔ ہر نیک خصلت وفادار ہوتا ہے ہر بد دین جفاکار ہوتا ہے وغیرہ یہ سب احکام استقرائیہ ہیں جو ان کے جزئیات کے تتبع سے حاصل کئے گئے ہیں۔

تعریفات

حجۃ۔ اور دلیل۔ وہ تصدیقات معلومہ ہیں جن سے تصدیقات مجہولہ حاصل کئے جائیں۔

قیاس۔ دو یا زائد قضایا سے ایسا مرکب قول ہے جس کے تسلیم کرنے سے دوسرا قول لازم آتا ہو۔

تمثیل ایک جزئی میں دوسری جزئی کا حکم کسی علۃ موثرہ جامعہ سے ثابت کرنا۔

استقراء تام۔ وہ حجۃ ہے جس میں کسی کلی پر اس کے تمام جزئیات کے تتبع احوال سے حکم لگایا گیا ہو۔

استقراء ناقص۔ وہ حجۃ ہے جس میں کسی کلی پر اس کے اکثر جزئیات کے تتبع احوال سے حکم لگایا گیا ہو۔

قیاس کی بحث

قیاس دو یا زاید قضایا سے ایسا مرکب قول ہے جس کے تسلیم کرنے پر

اس کی ذات سے دوسرا قول لازم آئے اس دوسرے قول کو مطلوب اور نتیجہ کہتے ہیں۔

قیاس کی دو قسمیں ہیں استثنائی اور اقترانی۔ اگر قیاس میں نتیجہ یا نقیض نتیجہ اپنی پوری شکل اور اجزار کے ساتھ موجود ہو تو اس کو قیاس استثنائی کہتے ہیں ورنہ اقترانی جن کا امتیاز ان کے نقشوں سے معلوم ہو جائے گا۔

قیاس اقترانی کو اقترانی اس واسطے کہتے ہیں کہ اس کے اجزار آپس میں مقترن (ملے ہوئے) ہوتے ہیں برخلاف استثنائی کے کہ ان میں حرف استثنا حائل ہوتا ہے قیاس اقترانی اگر خالص حملیات سے مرکب ہو تو اس کو اقترانی حملی ورنہ شرطی کہتے ہیں خواہ دونوں مقدمے اس کے شرطیے ہوں یا ایک، چونکہ قیاس اقترانی حملی حصول مطالب کا زیادہ مروج اور مفید طریقہ ہے اسلئے اس کی بحث مقدم کی جاتی ہے۔

قیاس اقترانی کی بحث

قیاس اقترانی کے سمجھنے کے لئے پہلے اس کے اجزار ترکیبی اور طریقۂ استخراج مطلوب کا جاننا ضروری ہے۔ تو یاد رکھو کہ جس تصدیق کا حصول مطلوب ہو اس کے موضوع کو اصغر کہتے ہیں کیونکہ اکثر وہ محمول سے چھوٹا اور کم افراد والا ہوتا ہے اور محمول کو اکبر کہتے ہیں کیونکہ وہ اکثر زیادہ افراد والا ہوتا ہے اور قیاس کے مقدمتین میں سے جس میں اصغر ہوتا ہے اس کو صغریٰ اور جس میں اکبر ہوتا ہے اس کو کبریٰ کہتے ہیں اور دونوں مقدموں میں جو مکرر جز واقع ہوتا

ہے اس کو حد اوسط کہتے ہیں اور قیاس کے مقدمتین سے اسی حد اوسط کو
نکال کر باقی اجزار (اصغر واکبر) کے جوڑنے سے جو قضیہ حاصل ہوتا ہے
وہی نتیجہ ہے۔

قیاس اقترانی کے بنانے کی ترکیب

قیاس اقترانی کے بنانے کی ترکیب یہ ہے کہ پہلے مطلوب تصدیق کے
اجزار (اصغر واکبر) کو ذہن میں ممتاز طریقہ سے محفوظ کرلو۔ پھر مطلوبہ حکم کیلئے
اپنے ذہنی معلومات میں سے ایسا امر تلاش کرو جو طرفین سے کسی مخصوص
تعلق کی وجہ سے موجودہ حکم کا سبب اور باعث بن سکے۔ غور کرنے پر جو امر
تم کو ایسا معلوم ہو جائے کہ طرفین سے کسی مخصوص تعلق کی وجہ سے موجودہ حکم
کا باعث ہو سکتا ہو تو اس کو بھی ذہن میں محفوظ کرلو۔ اب تمہارے ذہن میں تین
چیزیں جمع ہو گئیں۔ ا صغر۔ اکبر۔ اور وہ امر جس کو تم نے حکم کا اصلی باعث سمجھ کر
حاصل کیا تھا اور جس کو حد اوسط کہتے ہیں۔ اب ان تینوں سے اس طرح دو قضیے
بناؤ کہ وہی حد اوسط اصغر سے ملا کر ایک قضیہ بناؤ جس کو صغریٰ کہیں گے اور
پھر اکبر سے ملا کر دوسرا قضیہ بناؤ جس کو کبریٰ کہیں گے۔ یہی صغریٰ اور کبریٰ
جب ملا کر کہو گے تو یہ قیاس کہلائے گا۔ اور پھر ان میں سے مکرر جز (حد اوسط)
کو گرا کر بقیہ اجزار (اصغر واکبر) کے جوڑنے پر جو قضیہ پیدا ہو گا وہی نتیجہ اور مطلوب
ہو گا جس کے حصول کے لئے تم نے قیاس قائم کیا تھا۔

نقشہ پر غور کرکے اس میں یہ اجزار اور ان میں ترکیب کا طریقہ

سمجھ کر یاد کر لو۔

[redacted]

قیاس اقترانی

اجزار	صغرٰے	کبرٰے	نتیجہ
موضوع	ہر انسان	ہر جاندار	ہر انسان
محمول	جاندار ہے	جسم ہے	جسم ہے

دیکھو یہ قیاس اقترانی ہے۔ جس میں کہ "ہر انسان جسم ہے" مطلوب اور نتیجہ ہے جو قیاس میں نہ خود پورے اجزار اور ہیئت سے موجود ہے نہ اس کی نقیض۔ بلکہ ایک ٹکڑا (اصغر) حد اوسط سے ملا کر صغریٰ بنایا گیا ہے اور دوسرا (اکبر) حد اوسط سے ملا کر کبریٰ بنایا گیا ہے۔ اور پھر حد اوسط (جاندار) کو دونوں مقدموں میں سے کاٹ کر بقیہ اجزار کو ملا کر وہی نتیجہ نکالا گیا ہے جس کا حصول مطلوب تھا۔ اسی طرح قیاس اقترانی سے تمام مطالب کا استخراج سمجھو۔

ہدایت۔ اب تمہارے ذہن میں یہ سوال پیدا ہو سکتا ہے کہ یہ تصدیق تو ہم کو پہلے سے حاصل تھی تو اس کے لئے قیاس قائم کرنے کی کیا ضرورت تھی اور نیز اس میں منطق نے ہم کو کیا فائدہ دیا۔ اور بالفرض اگر اس کو ہم پہلے نہیں جانتے تھے تو کسی کے سکھائے بغیر ہم کیونکر اسکو سمجھ گئے۔

تو اس کا جواب یہ ہے کہ تم اس کو نہیں سمجھتے تھے کیونکہ تم نے اس پر غور نہیں کیا تھا اور اب بغیر کسی کے سکھائے ہوئے اس لئے سمجھ گئے کہ تم نے اس پر غور و فکر کیا۔

حقیقت یہ ہے کہ قدرت نے انسان کی عقل اور ذہن کو حصول اور اجتماع اشیاء معلومہ کا ایک مرکز اور کارخانہ بنایا ہے یہی اشیاء معلومہ حصول مطالب کے مواد و اجزاء ہیں۔ اور انسان کا ان میں تدبر و تفکر حصول مطالب کے لئے شرط۔ اور اس کے بعد حصول مطالب کا فیضان قدرت کا معمول اور عادت ہے۔

جس طرح ہمارے گھروں میں ہماری رکھی ہوئی چیزیں موجود رہتی ہیں مگر ہماری بے توجہی پر خیال سے اتر جاتی ہیں پھر ضرورت پر توجہ و تلاش شروع کرتے ہیں جن کے بعد بغیر کسی کے دینے کے حاصل ہو جاتی ہیں۔ اسی طرح تمام مطالب کے مواد اور اجزاء بے ترتیبی سے ہمارے ذہن میں موجود رہتے ہیں مگر ہماری بے توجہی یا طریقۂ ترکیب کی ناواقفیت سے بہت سے مطالب ہم سے مجہول رہتے ہیں پھر جب ہم اس پر غور کرتے ہیں اور ان معلومات کو مناسب ترتیب دے کر مطالب کے حصول کا ذریعہ بناتے ہیں تو قدرت کی عادت و معمول ہے کہ وہ ان مطالب کا ہمارے ذہنوں پر فیضان کر دیتی ہے۔

اس میں منطق کی صرف اس لئے ضرورت پڑتی ہے کہ وہ ذہنی معلومات سے مطالب کے حصول اور تلاش کا صحیح طریقہ تم کو بتلائے۔

صورت القیاس کی بحث

ہر مرکب شے (خواہ لفظ ہو یا غیر لفظ) میں دو چیزیں نمایاں طریقہ سے

نظر آتی ہیں - مادہ اور صورت -

مادہ ان اجزار کو کہتے ہیں جن سے اس مرکب کی ترکیب ہوتی ہے اور صورت اس ہیئۃ اجتماعی کو کہتے ہیں جو اجزار کی مخصوص ترکیب سے اس کو حاصل ہو جاتی ہے -

اگر ایک کاریگر کرسی بنانے کے لئے بازار سے لکڑی میخیں وغیرہ تمام ضروریات پانچ روپے میں خرید کر لائے اور گھر میں ان سے ایک خوب صورت کرسی بنا کر بازار میں دس روپے پر بیچے تو اس میں مادہ اور صورت کا فرق تم کو صاف نظر آئے گا کہ اس نے پانچ روپے میں کرسی کا مادہ خریدا اور پانچ روپے کی صورت اس میں ملائی اور بازار میں وہی پانچ روپے کا مادہ اور پانچ روپے کی صورت ملا کر دونوں کو دس روپے میں بیچا اور اگر ایسا نہیں تو پانچ کی چیز دس کی کیوں ہو گئی ؟ -

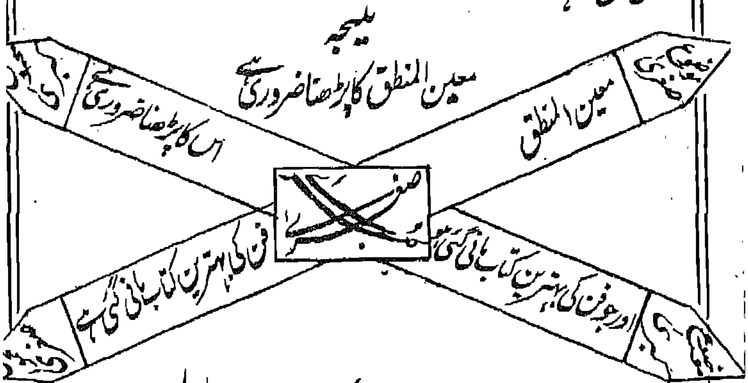
تو جس طرح کرسی کے اجزار ترکیبی کرسی کے مواد ہیں اور ان اجزار کو جو ہیئت ترکیبی اجتماعی حاصل ہو گئی ہے - وہ کرسی کی صورت ہے ٹھیک اسی طرح جن قضایا سے قیاس مرکب ہوتا ہے وہ قیاس کے مواد ہیں اور ان قضایا کی ترکیب سے جو ایک مخصوص ہیئت اجتماعی حاصل ہو جاتی ہے وہ صورت القیاس ہے - یہاں قیاس کی صورت سے بحث کی جاتی ہے اس کے بعد قیاس کے مادہ سے بحث کی جائے گی -

اشکال اربعہ کا بیان

تم نے ابھی پڑھا کہ قیاس کے بنانے سے قبل ذہن میں تین چیزیں ملحوظ رکھنی چاہئیں۔ اصغر (موضوع مطلوب) اکبر (محمول مطلوب) حداوسط (علۃ الحکم) اب ان تینوں اجزاء سے مندرجہ بالا طریقہ پر قیاس کے لئے جب تم دو قضیے بناؤ گے تو اصغر اور اکبر سے حداوسط کے مقدم یا موخر ملانے سے قیاس کو جو بھی صورت اور ہیئت حاصل ہوگی اس کو شکل کہیں گے جسکی چار صورتیں ہوسکتی ہیں۔

(۱) حداوسط محمول صغریٰ و موضوع کبریٰ ہو۔ (۲) حداوسط محمول صغریٰ و کبریٰ ہو۔ (۳) حداوسط موضوع صغریٰ و کبریٰ ہو۔ (۴) حداوسط موضوع صغریٰ و محمول کبریٰ ہو۔ یہی اشکال اربعہ ہیں جن میں سے ہر ایک کے ذریعہ سے تم اپنا مطلوب تصدیق حاصل کر سکتے ہو۔ البتہ ہر شکل کے لئے کچھ قیود و شرائط مقرر کی گئی ہیں جن کی پابندی کے بغیر صحت نتیجہ پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا۔ جن کا بیان آگے آتا ہے۔ یہاں تمہاری سہولت کے لئے ایک نقشہ دیا جاتا ہے اس میں صغریٰ اور کبریٰ کی دو متقاطع لائینیں دکھائی گئی ہیں جس کی چار شاخیں ہوگئی ہیں اور ہر شاخ میں صغریٰ اور کبریٰ کے موضوع و محمول جدا جدا دکھائے گئے ہیں۔ اس کی جن دو شاخوں میں حداوسط (مکرر جزء) ہو ان کے کاٹنے پر بقیہ دو شاخوں کے اجزا کو جوڑنے سے نتیجہ نکلتا ہے۔ چنانچہ شکل اول میں سامنے دو شاخوں کے جوڑنے سے نتیجہ نکلے گا۔ اور ثانی میں دائیں شاخوں

سے اور ثالث میں بائیں شاخوں سے اور رابع میں پچھلی شاخوں سے۔
اساتذہ کرام بطور تمرین طلبہ سے بورڈ یا سلیٹ پر خالی شکل بنوا کر مختلف امثلہ میں اشکال اربعہ کے اجزاء بھروائیں۔ نقشہ میں صرف شکل اول کی صورت دکھائی گئی ہے۔



اشکال اربعہ کے شرائط وضوابط

شکل اول۔ میں کم وکیف کے اعتبار سے صغریٰ کا موجبہ اور کبریٰ کا کلیہ ہونا شرط ہے۔ اور جہت کے اعتبار سے صغریٰ کی فعلیت ضروری ہے یعنی صغریٰ اگر موجبہ ہو تو محض ممکنہ نہ ہو بلکہ ان قضایا سے ہو جن کی موجودہ نسبت ازمنۂ ثلاثہ میں سے کسی زمانے میں واقع ہوئی ہو۔ ان شرائط کے اعتبار سے اس کی صحیح نتیجہ دینے والی چار صورتیں (ضروب) آسکتی ہیں اس شکل کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ اس کے نتائج میں چاروں محصورے آسکتے ہیں بخلاف بقیہ اشکال کے وہ ایسے نہیں آتے۔

شکل دوم - میں کم وکیف کے اعتبار سے کبریٰ کا کلیہ ہونا اور ایجاب و سلب میں دونوں مقدموں کا مختلف ہونا شرط ہے اور جہتہ کے اعتبار سے دو امر قابل لحاظ ہیں اول یہ کہ صغریٰ دائمہ ہو یا ضروریہ اور اگر صغریٰ ان میں سے کوئی نہ ہو تو پھر کبریٰ دائمتان - مشروطتان - عرفیتان میں سے کوئی ایک موجہہ ہو -

دوم یہ کہ ہر دو مقدمتین میں سے جونسا بھی ممکنہ آئے تو دوسرا ضرور ضروریہ ہونا چاہیئے - مگر اس میں اتنی بات یاد رہے کہ اگر کبریٰ ممکنہ ہو تو صغریٰ صرف ضروریہ ہی آسکے گا لیکن اگر صغریٰ ممکنہ ہو تو کبریٰ ضروریہ بھی آسکے گا۔ اور مشروطہ عامہ یا خاصہ بھی - اس شکل میں بھی صحیح نتیجہ دینے والی چار ہی ضروب ہیں مگر اس کے مقدمتین میں سے چونکہ کسی ایک مقدمہ کا سالبہ آنا ضروری ہے اس لئے اس کے چاروں نتیجے سالبے آئیں گے جن میں دو سالبے کلیے اور دو جزئیے ہوں گے -

شکل سوم میں کم وکیف کے اعتبار سے صغریٰ کا موجبہ ہونا اور دونوں مقدموں میں سے کسی ایک کا کلیہ ہونا شرط ہے - اور جہتہ کے اعتبار سے شکل اول کی طرح فعلیت صغریٰ شرط ہے - اس کی ضروب منتجہ چھ ہیں جن کے نتائج تین موجبے جزئیے اور تین سالبے جزئیے آتے ہیں -

شکل چہارم - میں کم وکیت کے اعتبار سے دو امروں میں سے ایک کا ہونا لازمی ہے (۱) دونوں مقدموں کے موجبہ ہونے کے ساتھ صغریٰ کا کلیہ ہونا (۲) دونوں مقدموں کا ایجاب وسلب میں مختلف ہونے کی صورت

میں کسی ایک کا کلیہ ہونا۔ یہ شکل باوجود کثرت اشکال و دقت شرائط کے بہت ہی کم مستعمل ہوتی ہے اس لئے جہت کے اعتبار سے اس کے شرائط کا بیان مبتدیوں کے حق میں غیر مفید سمجھکر نظر انداز کیا گیا ہے۔

اس شکل میں ضروب منتجہ آٹھ ہیں جن میں سے دو ضروب کے نتیجے موجبہ جزئیہ ایک کا سالبہ کلیہ بقیہ کے نتیجے سالبہ جزئیہ آتے ہیں۔

اب مزید تشریح اور تمرین کے لئے نیچے ایک نقشہ لکھا جاتا ہے جس میں محصورات اربعہ میں سے ہر ایک صغریٰ کے ساتھ چاروں محصورات کے کبریات ملانے سے سولہ احتمالات پیدا ہوگئے ہیں یہی سولہ صورتیں ضروب کہلاتی ہیں ان ضروب میں ہر شکل کے شرائط کے مطابق جتنی ضروب صحیح نتیجہ دینے والی ہیں ان میں منتج کی نشانی لگائی گئی ہیں۔ اور جو شرائط کی عدم موجودگی کی وجہ سے غیر منتج عقیم ہیں وہ خالی چھوڑ دی گئی ہیں۔

اساتذۂ کرام طلبہ سے ہر ضرب کے انتاج اور عقم کی وجہ دریافت کرکے شرائط کی مشق کرائیں۔

نقشہ ۱۵ متعلقہ ضروب محتملہ و منتجہ و عقیمہ اشکال اربعہ

ضروب محتملہ		شکل اول		شکل دوم		شکل سوم		شکل چہارم	
صغریات	کبریات	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
موجبہ کلیہ	موجبہ کلیہ	منتج	مک	.	.	منتج	مج	منتج	مج
〃	موجبہ جزئیہ	.	.	.	.	منتج	مج	منتج	مج
〃	سالبہ کلیہ	منتج	سک	منتج	سک	منتج	سج	منتج	سج
〃	سالبہ جزئیہ	.	.	.	.	منتج	سج	منتج	سج
موجبہ جزئیہ	موجبہ کلیہ	منتج	مج	.	.	منتج	مج	.	.
〃	موجبہ جزئیہ	.	.	.	.	.	.	.	.
〃	سالبہ کلیہ	منتج	سج	منتج	سج	منتج	سج	منتج	سج
〃	سالبہ جزئیہ	.	.	.	.	.	.	.	.
سالبہ کلیہ	موجبہ کلیہ	.	.	منتج	سک	.	.	منتج	سک
〃	موجبہ جزئیہ	.	.	.	.	.	.	منتج	سج
〃	سالبہ کلیہ	.	.	.	.	.	.	.	.
〃	سالبہ جزئیہ	.	.	.	.	.	.	.	.
سالبہ جزئیہ	موجبہ کلیہ	.	.	منتج	سج	.	.	منتج	سج
〃	موجبہ جزئیہ	.	.	.	.	.	.	.	.
〃	سالبہ کلیہ	.	.	.	.	.	.	.	.
〃	سالبہ جزئیہ	.	.	.	.	.	.	.	.
شرائط انتاج اشکال اربعہ		ایجاب صغریٰ وکلیۃ کبریٰ		اختلاف مقدمتین در ایجاب و سلب وکلیۃ کبریٰ		ایجاب صغریٰ وکلیۃ احد المقدمتین		احد الامرین موجبہ بودن ہر دو باکلیۃ صغریٰ یا اختلاف در کیف وکلیۃ یکے	

[illegible]

اشکال اربعہ میں ضروب منتجہ اور عقیمہ کے دلائل

چونکہ شکل اول میں اصغر اوسط میں اور اوسط اکبر میں مندرج ہوتا ہے
جس کی وجہ سے اصغر کا حکم اکبر میں مندرج ہوتا اور اس سے مذکورہ نتائج کا
پیدا ہونا ظاہر تھا۔ اس لئے یہ شکل نہ صرف اپنے نتائج کے لحاظ سے بدیہی الانتاج
تسلیم کی گئی بلکہ دوسری اشکال کی صحت نتائج کے لئے بھی معیار
مانی گئی ہے۔ اس کے علاوہ بقیہ اشکال میں جو شکل موافقت مقدمات
کی وجہ سے جس قدر اس کو قریب ہوگی اسی قدر اس میں خفاء، اور احتیاج دلائل
بہ نسبت اس شکل کے کم ہوگا جو عدم موافقت مقدمات کی وجہ سے اس سے
بعید ہوگی۔ مثلاً شکل دوم چونکہ اسی شکل اول کے ساتھ اشرف المقدمتین صغریٰ
میں موافق ہے اس لئے اس کے نتائج میں اس قدر خفاء، اور احتیاج دلائل
نہیں جس قدر سوم و چہارم میں ہے۔ بلکہ جس کو قدرت نے فطرت سلیمہ عطا کی
ہے وہ شکل اول کی طرح شکل دوم کے نتائج میں بھی دلائل کا محتاج نہیں ہوتا۔
اور شکل سوم چونکہ اول کے ساتھ ایک مقدمہ (کبریٰ) میں موافق ہے
اس لئے اس میں خفاء، اور احتیاج دلائل چہارم کی نسبت کم ہے۔ اور چہارم
چونکہ اول سے ہر دو مقدمتین میں مخالف ہے اس لئے اس میں خفاء اور
دلائل کی احتیاج سب سے زائد ہے۔ اور اسی وجہ سے اہل فن اس کو
بہت ہی کم استعمال کرتے ہیں۔

تم نے ابھی پڑھا کہ اشکال اربعہ میں سے ہر شکل میں سولہ احتمالات

(ضروب) نکلتے ہیں جن میں سے بعض تو شرائط کی موجودگی کی وجہ سے منتج ہیں اور بعض شرائط کی عدم موجودگی کی وجہ سے غیر منتج اور عقیم ہیں۔ اب ہر ایک ضرب کی کیفیت اگر مستقل دلیل سے ثابت کی جائے تو اس سے کتاب کی شان کے خلاف طوالت آنے کے ساتھ تمہارے ذہن پر بھی بار گذریگا اس لئے سہولت ضبط کے لئے یہاں صرف تین دلائل بیان کئے جاتے ہیں۔ ایک دلیل (اختلاف) تمام ضروب عقیمہ کے لئے اور دو دلائل (خلف و عکس) تمام ضروب نتیجہ کے لئے۔ ان کی روشنی میں تم تمام ضروب کو دلائل سے ثابت کر سکوگے

(۱) تمام ضروب عقیمہ کے غیر منتج ہوتے کی عام طور سے ایک ہی دلیل مشہور ہے جس کو اختلاف نتائج کہتے ہیں اس کی بنا دو امر پر ہے اول یہ کہ نتیجہ کی یہ خصوصیت ہونی چاہیئے کہ وہ اپنے قیاس کے ساتھ لازم غیر منفک ہو جس کو قیاس کی تعریف میں تم پڑھ چکے ہو۔ مگر ان ضروب عقیمہ میں کم وکیف کے اعتبار سے ایسا کوئی قضیہ نہیں ملتا جس کو اگر نتیجہ مقرر کریں تو وہ تمام موادو امثلہ میں اپنے قیاس کے ساتھ ہمیشہ لازم آتا ہو۔

دوم یہ کہ اس فن کی بنا قواعد کلیہ پر ہے۔ مگر ان ضروب میں کسی خاص قضیہ کے متعلق یہ فیصلہ نہیں کر سکتے کہ تمام موادمیں ان ضروب کا یہی نتیجہ آئے گا اور بالفرض اگر کسی مثال میں صحیح نتیجہ دیکھ کر یہ فیصلہ کر لیتے ہیں تو دوسرے مادے میں وہ نتیجہ غلط ثابت ہوتا ہے جس سے اس قاعدہ کی کلیۃ ٹوٹ جاتی ہے اور انھیں وجوہ سے یہ ضروب غیر منتج عقیم مانی گئی ہیں۔ مثلاً اگر شکل اول

سکے صغریٰ میں ایجاب نہ رہے تو نتیجہ میں اختلاف پیدا ہوگا۔ یعنی قاعدہ سے تو نتیجہ سالبہ آئے گا مگر بعض مواد میں سالبہ ہی صادق ہوگا اور بعض میں موجبہ اور اختلاف غیر انتاج اور عقم کی دلیل ہے۔ دیکھو کوئی انسان پتھر نہیں اور ہر پتھر جماد ہے تو نتیجہ کوئی انسان جماد نہیں، سالبہ آیا اور سچا بھی آیا مگر اس قیاس کے کبریٰ میں اگر کچھ تبدیلی کرکے یوں قیاس قائم کریں کہ کوئی انسان پتھر نہیں" اور "ہر پتھر جسم ہے" تو نتیجہ سالبہ کوئی انسان جسم نہیں آتا ہے" حالانکہ صحیح موجبہ ہے یعنی "ہر انسان جسم ہے"۔

اس سے ثابت ہوا کہ شکل اول کے صغریٰ میں ایجاب ضروری ہے ورنہ نتائج میں اختلاف پیدا ہوگا اور اختلاف نتائج غیر انتاج اور عقم کی دلیل ہے اسی دلیل سے تمام اشکال کی وہ ضروب عقیمہ سمجھو جو ان کے شرائط کے مطابق نہ ہوں۔

۲ب اشکال اربعہ کی وہ ضروب جو شرائط کی موافقت کی وجہ سے منتج ہیں ان کے انتاج کی زیادہ تر دو ہی دلیلیں مستعمل ہیں خلف اور عکس

(۲) خُلف کے معنے محال اور خلاف مفروض کے ہیں یعنی جس شئے کو ہم نے صحیح تسلیم کر لیا تھا وہ غلط نکلی۔

یہاں دلیل خلف سے یہ مطلب ہے کہ ہمارا نتیجہ صحیح ہے اور اگر یہ صحیح نہ ہو تو اس کی نقیض صحیح ہوگی۔ اور جب اس کو قیاس کے مقدمتین میں سے ایسے مقدمہ کے ساتھ ملائیں جس سے شکل اول کی صورت پیدا ہو سکے تو اس سے جو نتیجہ نکلے گا وہ قیاس کے اس مقدمہ کے خلاف ہوگا

جس کے ساتھ یہ نقیض نہیں ملائی گئی تھی۔ اب یہ محال اور خرابی یا تو قیاس کی صورت سے پیدا ہوئی ہوگی یا مادہ سے۔ صورت سے تو اس واسطے پیدا نہیں ہوئی کہ صورت شکل اول کی ہے جس کو بدیہی الانتاج تسلیم کر چکے ہیں۔

تو ضرور یہ خرابی قیاس کے مادہ سے آئی ہوگی۔ مادہ میں بھی ایک مقدمہ صحیح تسلیم کر چکے تھے تو معلوم ہوا کہ یہ قیاس کے دوسرے مقدمہ یعنے ہمارے نتیجہ کی نقیض سے آئی ہے۔ لہذا ہمارا نتیجہ صحیح اور اس کی نقیض غلط ہے۔

مثلاً شکل دوم اس کی ضرب اول کو لے لو کہ "ہر انسان جاندار ہے" "کوئی پتھر جاندار نہیں" کا نتیجہ "کوئی انسان پتھر نہیں" صحیح ہے اور اگر یہ نتیجہ صحیح نہ ہو تو اس کی نقیض (بعض انسان پتھر ہیں) صحیح ہوگی اب اس کو صغریٰ بناؤ اور مذکور قیاس کے کبریٰ کو اس کی کلیہ کی وجہ سے کبریٰ بنا کر اس طرح قیاس قائم کرو کہ "بعض انسان پتھر ہیں" اور "کوئی پتھر جاندار نہیں" تو نتیجہ نکلے گا کہ "بعض انسان جاندار نہیں" حالانکہ یہ نتیجہ مذکورہ بالا قیاس کے صغریٰ ہر انسان جاندار ہے کے خلاف بلکہ مناقض ہے۔ تو معلوم ہوا کہ ہمارا نتیجہ کوئی انسان پتھر نہیں صحیح تھا اور اس کی نقیض بعض انسان پتھر ہے غلط تھی یہی دلیل خلف ہے جو تمام ضروب منتجہ میں جاری ہو سکتی ہے۔

(۳) دلیل عکس۔ یہ دلیل ہر شکل میں جدا جدا طریقہ پر خاص خاص ضروب میں جاری ہو سکتی ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ جس شکل کے ضروب نتیجہ کی صحت انتاج پر یہ دلیل لانی ہو تو پہلے یہ غور کرو کہ وہ شکل شکل اول سے کس مقدمہ میں مخالف ہے۔ پھر اس کا جونسا مقدمہ شکل اول سے مخالف پاؤ

اس کو اسی کے عکس سے بدل ڈالو جس سے یقیناً شکل اول کی صورت بنجائیگی
اب اس شکل اول سے اگر وہی نتیجہ نکلا جو اس سے قبل تم نے نکالا تھا تو اس سے
ثابت ہو جائے گا کہ پہلے جو نتیجہ تم نے نکالا تھا وہ صحیح تھا۔ بس یہی دلیل عکس کا
خلاصہ ہے۔ مگر اس دلیل کے اجراء کے وقت دو امور کو ملحوظ رکھنا چاہئے
(۱) یہ کہ جس مقدمہ کا عکس نکالنا مقصود ہو اس کا عکس آسکتا ہو یعنے وہ
سالبہ جزئیہ نہ ہو) (۲) یہ کہ وہ عکس اس طور سے نکلتا ہو کہ اگر اس کو قیاس کے
دوسرے مقدمہ سے ملانا چاہیں تو اس سے شکل اول کی صورت بن سکتی ہو۔ بس

فائدہ - یہاں تمہارے ذہن میں قدرتی طور سے یہ سوال پیدا ہو سکتا ہے
کہ جب شکل اول سے بلا کسی خدشہ کے صحیح نتیجہ نکل سکتا ہے تو بقیہ اشکال کی
کیا ضرورت ہے باوجودیکہ ان کے نتائج کی تصحیح میں پھر شکل اول کی طرف رجوع
کرنے کی ضرورت پڑتی ہے۔ تو اس سوال کے دو جواب ہیں اول یہ کہ اگر ایک ہی
شکل کو حصول مقصود کا ذریعہ مقرر کرتے تو مستدل کے لئے حصول مطالب کا میدان بہت
تنگ ہو جاتا جو ایک گونہ دقت کا موجب تھا۔ دوم یہ کہ موضوع و محمول میں اگرچہ اتحاد
ہوتا ہے مگر پھر بھی ان میں بعض طبعاً موضوع کے لئے موزوں ہوتے ہیں اور
بعض محمول کے لئے مثلاً (زید کاتب ہے) ایسا قضیہ ہے کہ اس میں زید ایک
ذات ہونے کی وجہ سے موضوع کے لئے موزوں ہے اور کاتب وصف ہونے
کی وجہ سے محمول کے لئے۔ اب اگر کوئی قضیہ قیاس میں اس طور سے صغریٰ واقع
ہو جائے کہ اس میں حد اوسط محمول ہونے کیلئے موزوں نہ ہو تو مجبوراً کسی اور صورت سے
اس قائم کرنیکی ضرورت پڑیگی۔ اور اس طرح اشکال کی چار صورتیں مقرر کی گئیں۔

بس اسی ترکیب سے تمام ضروب منتجہ میں سے جن ضروب کی صحت انتاج پر دلیل عکس کا قیام ممکن ہوگا ان کو ان قواعد کی روشنی میں تم قائم کرسکو گے تمہاری سہولت کے لئے شکل دوم میں اس کے اجراء کی مشق نیچے لکھی جاتی ہے۔ اسی پر بقیہ ضروب منتجہ میں دلیل عکس کا اجراء قیاس کرو۔

دیکھو شکل دوم۔ شکل اول سے کبریٰ میں (حد اوسط کے محمول ہونے سے مخالف ہے۔ اور اس کی ضروب منتجہ چار ہیں جن میں سے دو کے کبریٰ سالبہ کلیہ ہیں۔ اور دو کے موجبہ کلیہ۔ موجبہ کلیہ کا عکس چونکہ موجبہ جزئیہ آتا ہے جو شکل اول کا کبریٰ ہونے کی قابلیت نہیں رکھتا۔ اور نیز اس صورت میں صغریٰ سالبہ ہی ہوگا جو شکل اول کا صغریٰ بننے کی قابلیت نہیں رکھتا۔ لہذا معلوم ہوا کہ دلیل عکس شکل دوم کی ان دو ضروب میں جاری نہیں ہوسکتی جن میں صغریٰ سالبہ اور کبریٰ موجبہ ہیں۔

بقیہ دو میں چونکہ صغریٰ موجبہ ہے جو شکل اول کا صغریٰ بننے کی قابلیت رکھتا ہے۔ اور کبریٰ سالبہ کلیہ ہے جس کا عکس سالبہ کلیہ ہی آئے گا جو شکل اول کا کبریٰ ہونے کی قابلیت رکھتا ہے لہذا معلوم ہوا کہ دلیل عکس شکل دوم کی ان دو ضروب میں جاری ہوسکتی ہے جن میں صغریٰ موجبہ اور کبریٰ سالبہ کلیہ ہیں۔ مزید تشریح کے لئے اس کی ایک ضرب میں دلیل عکس کا اجراء بھی کرایا جاتا ہے اسی پر بقیہ ضروب میں اس کے اجراء کو قیاس کرو۔ مثلاً ہم دعوے کرتے ہیں کہ شکل دوم میں ضرب اول "ہر انسان جاندار ہے۔ کوئی پتھر جاندار نہیں" کا نتیجہ "کوئی انسان پتھر نہیں" صحیح ہے۔

کیونکہ اگر ہم کبریٰ "کوئی پتھر جاندار نہیں" کے عکس "کوئی جاندار پتھر نہیں" کو صغریٰ "ہر انسان جاندار ہے" سے شکل اول کی صورت سے ملا کر یوں کہیں کہ "ہر انسان جاندار ہے" اور "کوئی جاندار پتھر نہیں" تو یقیناً اس کا وہی نتیجہ "کوئی انسان پتھر نہیں" نکلے گا جو اس سے قبل شکل دوم کی صورت سے ہم نکال چکے تھے۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ شکل دوم سے جو نتیجہ "کوئی انسان پتھر نہیں" ہم نکال چکے تھے وہ صحیح تھا۔

اسی طرح شکل سوم چونکہ شکل اول سے صغریٰ میں مخالف ہے اس لئے اس میں دلیل عکس کا اجرا شکل اول میں لانے کے لئے بعکس صغریٰ ہوگا۔ اور چونکہ اس کا صغریٰ ہمیشہ موجبہ آتا ہے جس کا عکس بھی موجبہ ہوگا اس لئے اس کا عکس صغریٰ تو بہر حال شکل اول کے صغریٰ بننے کی قابلیت رکھتا ہے۔ مگر اس کی چھ ضروب منتجہ میں سے صرف تین ہی ضروب ایسی ہیں جن کا کبریٰ کلیہ کی وجہ سے شکل اول کے کبریٰ بننے کی قابلیت رکھتا ہے۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ شکل سوم میں دلیل عکس کا اجراء صرف ان تین ضروب میں ہو سکتا ہے جن کا کبریٰ کلیہ ہے۔

شکل چہارم میں چونکہ ہر دو مقدمتین شکل اول کے مخالف ہیں۔ اس لئے اس میں دلیل عکس کا اجراء صرف دو صورتوں سے کرتے ہیں (۱) ہر دو مقدمتین کے عکس سے۔ مگر اس کی آٹھ ضروب منتجہ میں سے یہ دلیل صرف ان دو ضروب میں جاری ہو سکتی ہے جن کا صغریٰ موجبہ اور کبریٰ سالبہ کلیہ ہے (۲) ہر دو مقدمتین کی تبدیل سے۔ یعنی صغریٰ کو کبریٰ کی جگہ اور کبریٰ کو صغریٰ کی جگہ منتقل کرنا اور پھر اس سے جو نتیجہ نکلے اس کو معکوس کرنا جس سے نتیجہ کی وہی

صورت پیدا ہو گی جو اصل شکل سے پیدا ہوتی ہے۔ یہ دلیل صرف ان چار ضروب میں جاری ہو سکے گی جہاں صغریٰ کلیہ ہے اور کبریٰ موجبہ۔

ہدایت - یہ یاد رکھو کہ کم و کیف کے اعتبار سے نتیجہ اخص المقدمتین کا تابع رہتا ہے یعنی قیاس کے مقدمتین میں سے جونسا بھی مقدمہ جزئیہ ہو تو نتیجہ جزئیہ آئے گا اور جونسا بھی سالبہ ہو تو نتیجہ سالبہ آئے گا۔

(۲) شکل سوم کے تمام نتائج جزئیہ آتے ہیں حالانکہ اس کی بعض ضروب میں ہر دو مقدمتین کلیہ ہوتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ اس میں دلیل عکس کا اجرا صغریٰ کے عکس سے کیا جاتا ہے۔ اور چونکہ اس شکل کا صغریٰ ہمیشہ موجبہ آتا ہے اور موجبہ کا عکس موجبہ جزئیہ آتا ہے۔ اسی لئے اس کے صغریٰ کو ہمیشہ موجبہ جزئیہ ہی سمجھ کر اس کے مطابق نتیجہ بھی ہمیشہ جزئیہ لایا جاتا ہے

(۳) شکل دوم و سوم میں مندرجہ بالا طریقہ کے علاوہ دلیل عکس کا ایک اور بھی طریقہ ہے۔ وہ یہ کہ ان میں جو شکل جس مقدمہ میں شکل اول کے مطابق ہو۔ اسی مقدمہ کو اس کے عکس سے بدل دیا جائے تاکہ شکل اول سے ہر دو مقدمتین میں مخالفت کی وجہ سے شکل چہارم بن جائے اور پھر اس میں دلیل عکس کا وہ طریقہ استعمال کیا جائے جو شکل چہارم میں بیان کیا گیا ہے۔ مگر یہ طریقہ تطویل لاطائل سے خالی نہیں۔

(۴) ضروب منتجہ کی صحت انتاج کے لئے مندرجہ بالا خلف اور عکس کے علاوہ ایک اور دلیل بھی استعمال کی جاتی ہے جس کو دلیل افتراض کہتے ہیں مگر وہ بھی دقت و طوالت سے خالی نہیں اس لئے وہ بھی یہاں بیان نہیں کی گئی

اگر موقع ملا تو بڑی کتابوں میں یہ تمام امور مشرح طریقہ پر تمہارے پڑھنے میں آجائیں گے۔

اب مزید تشریح کے لئے نیچے اشکال اربعہ میں سے ہر ایک شکل کے متعلق جدا جدا نقشہ دیا جاتا ہے ان میں ہر ایک کے متعلق جو جو حالات تم پڑھ چکے ہو ان کے مطابق ہر ایک نقشہ کو سمجھ کر یاد کر لو۔

نقشہ نمبر۱ متعلقہ شکل اول ضروب منتجہ وامثلہ وشرائط

ضروب منتجہ			امثلہ			شرائط
صغریات	کبریات	نتائج	صغریات	کبریات	نتائج	
موجبہ کلیہ	موجبہ کلیہ	موجبہ کلیہ	ہر انسان جاندار ہے	ہر جاندار جسم ہے	ہر انسان جسم ہے	ایجاب صغریٰ و کلیت کبریٰ
موجبہ کلیہ	سالبہ کلیہ	سالبہ کلیہ	ہر انسان جاندار ہے	کوئی جاندار پتھر نہیں	کوئی انسان پتھر نہیں	
موجبہ جزئیہ	موجبہ کلیہ	موجبہ جزئیہ	بعض طلبہ محنتی ہوتے ہیں	ہر محنتی کامیاب ہوتا ہے	بعض طلبہ کامیاب ہوتے ہیں۔	
موجبہ جزئیہ	سالبہ کلیہ	سالبہ جزئیہ	بعض طلبہ بدشوق ہوتے ہیں۔	کوئی بدشوق کامیاب نہیں ہوتا۔	بعض طلبہ کامیاب نہیں ہوتے۔	

نقشہ نمبر۲ متعلقہ شکل دوم مع ضروب منتجہ وامثلہ وشرائط

ضروب منتجہ			امثلہ			شرائط
صغریات	کبریات	نتائج	صغریات	کبریات	نتائج	
موجبہ کلیہ	سالبہ کلیہ	سالبہ کلیہ	ہر انسان جاندار ہے	کوئی پتھر جاندار نہیں	کوئی انسان پتھر نہیں	اختلاف مقدمتین در کیف و کلیت کبریٰ
سالبہ کلیہ	موجبہ کلیہ	سالبہ کلیہ	کوئی پتھر جاندار نہیں	ہر انسان جاندار ہے	کوئی پتھر انسان نہیں	
موجبہ جزئیہ	سالبہ کلیہ	سالبہ جزئیہ	بعض جاندار انسان نہیں	کوئی پتھر انسان نہیں	بعض جاندار پتھر نہیں	
سالبہ جزئیہ	موجبہ کلیہ	سالبہ جزئیہ	بعض انسان نیک نہیں ہوتے ہیں	ہر شریف نیک ہوتا ہے	بعض انسان شریف نہیں ہوتے ہیں	

نقشہ نمبر ۱۸ متعلقہ شکل سوم مع ضروب منتجہ و امثلہ و شرائط

ضروب منتجہ			امثلہ			
صغریات	کبریات	نتائج	صغریات	کبریات	نتائج	شرائط
موجبہ کلیہ	موجبہ کلیہ	موجبہ جزئیہ	ہر انسان جاندار ہے	ہر انسان ناطق ہے	بعض جاندار ناطق ہیں	ایجاب صغریٰ و کلیت احد المقدمتین
موجبہ کلیہ	موجبہ جزئیہ	موجبہ جزئیہ	ہر انسان جاندار ہے	بعض انسان کالے ہیں	بعض جاندار کالے ہیں	
موجبہ کلیہ	سالبہ کلیہ	سالبہ جزئیہ	ہر انسان جاندار ہے	کوئی انسان حمار نہیں	بعض جاندار حمار نہیں	
موجبہ کلیہ	سالبہ جزئیہ	سالبہ جزئیہ	ہر انسان جاندار ہے	بعض انسان خوبصورت نہیں	بعض جاندار خوبصورت نہیں	
موجبہ جزئیہ	موجبہ کلیہ	موجبہ جزئیہ	بعض انسان کاتب ہیں	ہر انسان سمجھدار ہے۔	بعض کاتب سمجھدار ہیں	
موجبہ جزئیہ	سالبہ کلیہ	سالبہ جزئیہ	بعض جاندار کالے ہیں	کوئی جاندار پتھر نہیں	بعض کالے پتھر نہیں	

نقشہ نمبر ۱۹ متعلقہ شکل چہارم مع ضروب نتیجہ و امثلہ و شرائط

ضروب نتیجہ			امثلہ			
صغریات	کبریات	نتائج	صغریات	کبریات	نتائج	شرائط
موجبہ کلیہ	موجبہ کلیہ	موجبہ جزئیہ	ہر انسان جاندار ہے	ہر سمجھدار انسان ہے	بعض جاندار سمجھدار ہیں	احد الامرین یا ایجاب ہر دو مقدمتین با کلیت صغریٰ یا اختلاف ہر دو در کیف با کلیت احد المقدمتین
موجبہ کلیہ	موجبہ جزئیہ	موجبہ جزئیہ	ہر انسان جاندار ہے	بعض گورے انسان ہیں	بعض جاندار گورے ہیں	
موجبہ کلیہ	سالبہ کلیہ	سالبہ جزئیہ	ہر انسان جاندار ہے	کوئی حمار انسان نہیں	بعض جاندار حمار نہیں	
موجبہ کلیہ	سالبہ جزئیہ	سالبہ جزئیہ	ہر انسان جاندار ہے	بعض کالے انسان نہیں	بعض جاندار کالے نہیں	
سالبہ کلیہ	موجبہ کلیہ	سالبہ کلیہ	کوئی انسان پتھر نہیں	ہر ناطق انسان ہے	کوئی پتھر ناطق نہیں	
سالبہ کلیہ	موجبہ جزئیہ	سالبہ جزئیہ	کوئی انسان پتھر نہیں	بعض کالے انسان ہیں	بعض پتھر کالے نہیں	
موجبہ جزئیہ	سالبہ کلیہ	سالبہ جزئیہ	بعض جاندار انسان ہیں	کوئی پتھر جاندار نہیں	بعض جاندار پتھر نہیں	
سالبہ جزئیہ	موجبہ کلیہ	سالبہ جزئیہ	بعض جاندار انسان نہیں	ہر مولوی جاندار ہے	بعض انسان مولوی نہیں	

قیاس اقترانی شرطی کی بحث

تم نے اوپر پڑھا ہے کہ قیاس اقترانی اگر خالص حملیات سے مرکب ہو تو اس کو اقترانی حملی کہتے ہیں ورنہ شرطی۔ اقترانی حملی کی بحث تم پڑھ چکے اب اقترانی شرطی کے متعلق مختصر سی بحث کی جاتی ہے۔

اقترانی شرطی میں بلحاظ نوعیت مقدمات آٹھ احتمالات متصور ہو سکتے ہیں

(۱) صغریٰ و کبریٰ دونوں شرطیہ متصلہ ہوں۔

(۲) دونوں شرطیہ منفصلہ ہوں۔

(۳) صغریٰ حملیہ کبریٰ متصلہ ہو۔

(۴) صغریٰ متصلہ کبریٰ حملیہ ہو۔

(۵) صغریٰ حملیہ کبریٰ منفصلہ ہو۔

(۶) صغریٰ منفصلہ کبریٰ حملیہ ہو۔

(۷) صغریٰ متصلہ کبریٰ منفصلہ ہو۔

(۸) صغریٰ منفصلہ کبریٰ متصلہ ہو۔ مذکورہ بالا چاروں اشکال اس میں بھی جاری ہو سکتی ہیں مگر بخوف طوالت ان کی تفصیل ترک کی گئی اور صرف شکل اول کی صورت میں مندرجہ آٹھ احتمالات مع امثلہ ایک نقشہ کے ذریعہ سے نیچے لکھے جاتے ہیں ان کو خوب سمجھ کر یاد کر لو۔

نقشہ نمبر ۲ متعلقہ قیاس اقترانی شرطی مع امثلہ

نوعیت مقدمتین		امثلہ		
صغریات	کبریات	صغریات	کبریات	نتائج
متصلہ	متصلہ	ہر آئینہ اگر آفتاب نکلا ہو تو دن موجود ہوگا	ہر آئینہ اگر دن موجود ہوگا تو زمین روشن ہوگی	ہر آئینہ اگر آفتاب نکلا ہو تو زمین روشن ہوگی
منفصلہ	منفصلہ	یہ عدد طاق ہوگا یا جفت	دائما جفت عدد یا جفت کا جفت ہوگا یا طاق کا جفت	دائما عدد یا طاق ہوگا یا جفت کا جفت یا طاق کا جفت ہوگا
حملیہ	متصلہ	یہ شئے انسان ہے	ہر آئینہ یہ شئے اگر انسان ہوگی تو جاندار ہوگی	یہ شئے جاندار ہوگی
متصلہ	حملیہ	جب یہ شئے انسان ہوگی تو جاندار ہوگی	ہر جاندار جسم ہے	یہ شئے اگر انسان ہوگی تو جسم ہوگی
حملیہ	منفصلہ	یہ گنتی ہے	دائما گنتی زوج ہوگی یا فرد	یہ زوج ہوگی یا فرد
منفصلہ	حملیہ	یہ عدد فرد ہوگا یا زوج	ہر زوج منقسم بمتساویین ہوگا	یہ عدد یا فرد ہوگا یا منقسم بمتساویین ہوگا
متصلہ	منفصلہ	اگر یہ شئے تین ہوں تو عدد ہوگی	دائما عدد زوج ہوگا یا فرد	اگر یہ شئے تین ہوں تو زوج ہوگی یا فرد
منفصلہ	متصلہ	یہ عدد فرد ہوگا یا زوج	ہر آئینہ اگر وہ زوج ہوگا تو منقسم بمتساویین ہوگا	یہ عدد فرد ہوگا یا منقسم بمتساویین

قیاس استثنائی کی بحث

قیاس اقترانی کی بحث ختم ہوئی اب قیاس استثنائی سے بحث کی جاتی ہے تم پڑھ چکے ہو کہ قیاس استثنائی وہ ہے جس میں نتیجہ یا نقیض نتیجہ اپنی پوری ہیئت اور اجزار کے ساتھ موجود ہو۔ اس کو استثنائی اس لئے کہتے ہیں کہ یہ حرف استثنار (لکن) پر مشتمل ہوتا ہے۔

یہ قیاس ایسے دو قضیوں سے مرکب ہوتا ہے جن میں پہلا قضیہ تو پورا شرطیہ ہوتا ہے۔ اور دوسرا اسی شرطیہ کے مقدمتین یا ان کی نقیضین میں سے ایک مقدمہ بصورت قضیہ حملیہ حرف استثنار (لکن) کے بعد واقع ہوتا ہے چونکہ اقسام شرطیات میں اس کی ترکیب اور استخراج نتائج کے مختلف طریقے ہیں۔ اس لئے ہر ایک شرطیہ میں اس کے بنانے کی ترکیب اور طریقۂ استخراج نتائج الگ الگ نیچے لکھا جاتا ہے۔

متصلہ لزومیہ میں اس کے بنانے کی یہ ترکیب ہے کہ پہلے پورے متصلہ لزومیہ کو (بطور مقدمہ اولیٰ) رکھو اس کے بعد حرف استثنار (لکن) رکھو اس کے بعد اسی متصلہ کے یا مقدم کو بعینہٖ رکھو جس کو وضع مقدم بھی کہتے ہیں یا نقیض (نفی) تالی رکھو جس کو رفع تالی بھی کہتے ہیں بہرحال اس کو مقدمہ ثانیہ سمجھو جس سے یہ قیاس تیار ہو چکا اب اس سے نتیجہ نکالنے کا یہ طریقہ ہے کہ اگر قیاس میں تم وضع مقدم کر چکے تھے تو نتیجہ بعینہ تالی کو سمجھو اور اگر رفع تالی کر چکے تھے تو نتیجہ رفع (نقیض) مقدم کو سمجھو۔ قیاس استثنائی متصلہ سے صرف یہی دو نتیجے دے سکتا ہے

اور منفصلہ حقیقہ سے بھی اس کے بنانے کی یہی ترکیب ہے۔ البتہ یہاں حرف استثنار کے بعد وضع مقدم رفع مقدم وضع تالی رفع تالی چاروں استثنار کر سکتے ہو جن سے چار نتیجے نکال سکوگے۔ یعنے استثنار میں جس مقدمہ کا وضع کردگے تو دوسرے مقدمہ کے رفع کو نتیجہ سمجھو اور جس کا رفع کردگے تو دوسرے کے وضع (عین) کو نتیجہ سمجھو۔ اور مانعۃ الجمع میں دو ہی استثنار کر سکتے ہو جن کے دو ہی نتیجے نکال سکوگے۔ یعنی استثنار میں جس مقدمہ کا وضع کروگے تو دوسرے مقدمہ کے عین کو نتیجہ سمجھو۔ اور مانعۃ الخلو میں بھی دو ہی استثنار سے دو ہی نتیجے نکال سکوگے یعنے قیاس میں جس مقدمہ کے رفع کا استثنار کروگے تو نتیجہ دوسرے مقدمہ کے عین کو سمجھو۔

ان امور کی مزید تشریح کے لئے نیچے ایک نقشہ دیا جاتا ہے اس میں متصلہ سے دو نتیجے منفصلہ حقیقہ سے چار (اختصاراً دو خانوں میں لکھے گئے ہیں) مانعۃ الجمع سے دو اور مانعۃ الخلو سے بھی دو کل دس نتائج معہ امثلہ و تطبیق دکھلائے گئے ہیں ان کو خوب سمجھ کر یاد کرلو۔

نقشہ نمبر ۲ متعلقہ قیاس استثنائی۔

نام شرطیہ	قیاس استثنائے: شرطیہ (مقدمہ اولیٰ)	قیاس استثنائے: استثنا (مقدمہ ثانیہ)	نتائج	تطبیق
متصلہ	ہر آئینہ اگر آفتاب نکلا ہو تو دن موجود ہوگا	لیکن آفتاب نکلا ہے	تو دن موجود ہوگا	متصلہ میں استثنا عین مقدم سے نتیجہ عین تالی نکلا۔
	〃 〃	لیکن دن موجود نہیں	تو آفتاب نکلا نہ ہوگا	متصلہ میں استثنا نقیض تالی سے نتیجہ نقیض مقدم نکلا
منفصلہ حقیقیہ	دائما عدد زوج ہوگا یا فرد	لیکن وہ زوج ہے	تو وہ فرد نہ ہوگا	منفصلہ حقیقیہ میں استثنا عین مقدم سے نتیجہ نقیض تالی کا نکلا
	〃 〃	لیکن وہ فرد نہیں ہے	تو وہ زوج ہوگا	منفصلہ حقیقیہ میں استثنا نقیض تالی سے نتیجہ عین مقدم نکلا
مانعۃ الجمع	دائما یہ شے انسان ہوگی یا حمار	لیکن وہ انسان ہے	تو وہ حمار نہ ہوگی	مانعۃ الجمع میں استثنا عین مقدم سے نتیجہ نقیض تالی نکلا
	〃 〃	لیکن وہ حمار ہے	تو وہ انسان نہ ہوگی	مانعۃ الجمع میں استثنا عین تالی سے نتیجہ نقیض مقدم نکلا
مانعۃ الخلو	دائما زید دریا میں ہوگا یا غرق نہ ہوگا	لیکن وہ دریا میں نہیں ہے	تو وہ غرق نہ ہوگا	مانعۃ الخلو میں استثنا نقیض مقدم سے نتیجہ عین تالی نکلا
	〃 〃	لیکن وہ غرق ہوا	تو وہ دریا میں ہوگا	مانعۃ الخلو میں استثنا نقیض تالی سے نتیجہ عین مقدم نکلا

تنبیہ قیاس استثنائی میں صحت انتاج کے لئے مندرجہ ذیل شرائط کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔

(۱) اصل قضیہ شرطیہ (مقدمہ اولیٰ) موجبہ ہو۔ کیونکہ سالبہ کلیۃً صحیح نتیجہ نہیں دیتا

(۲) اصل شرطیہ اگر متصلہ ہو تو لزومیہ ہونا چاہئے اور اگر منفصلہ ہو تو عنادیہ کیونکہ اتفاقیات صحیح نتائج نہیں دے سکتے۔

(۳) اصل شرطیہ (مقدمہ اولیٰ) یا استثنار (مقدمہ ثانیہ) میں سے کم از کم ایک کا کلیہ ہونا ضروری ہے کیونکہ اگر دونوں جزئیے ہوں تو صحت نتیجہ پر اعتماد نہیں کیا جاسکے گا۔

مادۃ القیاس کی بحث

تم پڑھ چکے ہو کہ قیاس جن قضایا سے مرکب ہوتا ہے ان کو مادۃ القیاس اور جس شکل اور ہیئت سے مرکب ہوتا ہے اس کو صورۃ القیاس کہتے ہیں۔ اور جس طرح مکان۔ میز، ٹیبل۔ کرسی وغیرہ تمام مرکبات کی پائیداری اور خوبصورتی ان کے اجزاء اور مواد کی پائیداری اور خوبصورتی پر موقوف ہے۔ اسی طرح ان کی ہیئت اور شکل کی موزونیت اور درستی پر بھی موقوف ہے۔ اس لئے ہر منطقی کے لئے جہاں قیاس کی شکل وصورت کی درستی پر نظر رکھنا ضروری ہے وہاں قیاس کے مواد و اجزاء کی پختگی و بہتری پر بھی غور کرنا لازمی ہے تاکہ حصول تصدیقات میں وہ اپنا قیاس اور فکر صوری اور مادی غلطیوں سے بچا سکے اور مقابل کے غلط دلائل کی آسانی سے تردید کر سکے۔ قیاس کی صورت کے متعلق

ضروری بحث تم پڑھ چکے - اب اس کے اجزاء اور مادہ کے متعلق بحث شروع کی جاتی ہے - قیاس کے اجزاء اور مواد ایسے قضایا ہوتے ہیں جن میں بعض تو یقینی ہوتے ہیں مگر بعض ظنی - وہمی - تخیلی وغیرہ بھی ہوتے ہیں - اور ظاہر ہے کہ جو قیاس یقینیات سے مرکب ہوگا اس کا نتیجہ بھی یقینیہ ہوگا جیسا کہ ظنیات - وہمیات وغیرہ کا نتیجہ ظنیہ وہمیہ وغیرہ ہوگا - اس لئے اہل فن نے انہی مقدمات و مواد کے اعتبار سے قیاس کی پانچ قسمیں کی ہیں - برہان - جدل - خطابہ - شعر اور مغالطہ جن کو صناعات خمس کہتے ہیں -

صناعات خمس کا بیان اس فن کی اہم ترین بحث ہے جس سے واقفیت ہر انسان کو اپنے نفس ناطقہ کی تکمیل اور روزمرہ کے تمدنی معاشرتی امور میں بغایت کارآمد اور ضروری ہے - اس لئے قدماء کی کتابوں میں اس پر سب سے زائد توجہ کی جاتی تھی چنانچہ ان کا مقولہ ہے کہ انسان کو اپنے نفس ناطقہ کی ذاتی اصلاح کے لئے برہان کی ایسی ضرورت ہے جیسے بدنی اصلاح کے لئے غذا کی - اور بقیہ قیاسات کو عرضی اصلاحات کے لئے ایسی ضرورت ہے جیسے زہر اور دیگر مضر اشیاء کی شناخت کی - تاکہ ان سے خود محترز رہے اور معاند مقابل کی آسانی سے مدافعت کر سکے - اور حقیقۃً انسان کو روزمرہ کے مخاطبات میں عالم سے بھی سابقہ پڑتا ہے اور جاہل سے بھی - محقق سے بھی اور معاند سے بھی جن کے ساتھ ایک ہی قسم کا مکالمہ غیر مفید بلکہ اکثر مضر ہوتا ہے -

اس لئے ہر انسان کو یقینی - ظنی - وہمی وغیرہ ہر قسم کے دلائل سے واقفیت ہونا ضروری ہے تاکہ حسب موقع آسانی سے اس کو استعمال کر سکے - دیکھئے اقبال

کے اسی اختلاف حال کے مطابق کلام الٰہی میں بھی صناعات خمس میں سے چند اقسام کی طرف اشارہ پایا جاتا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ اگر مقابل میں برہان کے سمجھنے کی قابلیت موجود ہو تو اس کو کلمۂ حق کی طرف برہان کے ذریعہ سے دعوت دو ورنہ صحیح مقبولات (خطابہ) اور موعظۂ حسنہ سے اور اگر وہ معاند بن کر غلط دلائل سے پیش آئے تو اس کی غلط دلیل کا مشہورات صحیحہ (مجادلہ) سے مقابلہ کرو۔

صناعات خمس کی اس اہمیت کو دیکھتے ہوئے مناسب ہے کہ اس کو اچھی طرح ذہن نشین کرنے کے لئے پہلے بطور تمہید و مقدمہ تصور و تصدیق کے اقسام اور ان کے مراتب بیان کئے جائیں تاکہ فن کے سمجھنے میں تم کو کسی قسم کی دقت باقی نہ رہے۔

علم کے اقسام اور ان کے مراتب

علم اگر اعتقاد ہو نسبت تامہ خبری کا تو تصدیق ہے ورنہ تصور۔ اس اجمال کی تفصیل یوں سمجھو کہ علم اگر کسی مفرد شئے سے متعلق ہو جیسے زید۔ انسان۔ درخت پتھر وغیرہ۔ یا نسبت ناقصہ سے جیسے غلام زید۔ خوبصورت کتاب۔ معین المنطق

٭ علامہ شیرازی نے شرح حکمۃ الاشراق میں اور شیخ نے شفائے منطق میں اُدْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ (الآیۃ) کا یہی مطلب بیان کیا ہے دیکھو شرح مرقات للعلامۃ خیرآبادی صـ ١٩١

وغیرہ۔ یا نسبت تامہ انشائی سے جیسے مدرسہ جاؤ۔ کاہل نہ بنو۔ کاش وہ کامیاب ہوتا وغیرہ۔ یا نسبت خبری سے جیسے احمد کامیاب ہوا۔ مگر اس نسبت کے متعلق ذہن میں ایسا تردد ہو کہ کامیاب ہونے اور نہ ہونے کے دونوں پہلو برابر ہوں جس کو شک بھی کہتے ہیں۔ تو ان چاروں صورتوں میں اس علم کو تصور کہیں گے کیونکہ ان میں نسبت تامہ خبری کا اعتقاد نہیں پایا جاتا۔ اور اگر اس نسبت خبری پر اس طور سے علم آئے کہ ایک جانب (احمد کامیاب ہوا) غالب و راجح ہو اور دوسری جانب (احمد کامیاب نہ ہوا) مغلوب و مرجوح احتمال ہو۔ تو راجح کو ظن کہیں گے جو تصدیق کی قسم ہے اور مرجوح کو وہم جو تصور کی قسم ہے

اور اگر ذہن میں جانب مخالف کے متعلق ایک مرجوح احتمال بھی نہ ہو تو پھر دیکھنا چاہیئے کہ اگر اس علم اور اعتقاد کے خلاف کوئی شخص دلائل پیش کرے یا شک ڈالنے کی سعی کرے تو اس سے یہ علم و اعتقاد زائل ہو سکتا ہے یا وہ ایسا پختہ اعتقاد ہے کہ کسی کے دلائل اور تشکیک سے کسی طرح اثر پذیر نہیں ہوتا۔ تو اگر وہ کسی کی تشکیک اور دلائل سے زائل ہونے کی قابلیت رکھتا ہو تو اس کو تقلید کہتے ہیں جیسے تمام انسانوں کے اپنے اپنے بزرگوں اور پیشواؤں کے اقوال پر اعتقادات۔ اور اگر وہ پختگی کی وجہ سے کسی کی تشکیک و دلائل سے زائل نہ ہو سکتا ہو تو پھر اس پختگی کے باوجود اگر وہ اعتقاد واقع اور نفس الامر کے مطابق بھی ہو تو اس کو یقین کہتے ہیں جو تصدیق بلکہ تمام علوم کی اعلیٰ قسم ہے جیسے مسلمانوں کا اللہ کی وحدانیت۔ رسول کی رسالت۔ اور تمام احکام شرعیہ پر اعتقاد۔ اور اگر واقع کے خلاف ہو تو اس کو جہل مرکب کہتے ہیں جیسے ادیان باطلہ والوں کے

غلط عقائد۔ اس سے معلوم ہوا کہ تصدیق کے اقسام چہارگانہ ہیں سب سے عمدہ اور اعلیٰ قسم یقین پھر جہل مرکب پھر تقلید اور پھر ظن ہے۔ اس کے بعد تمام تصورات کا رتبہ ہے جن کے اقسام پنجگانہ ہیں صرف ایک قسم مفرد سے متعلق ہے اور بقیہ تصور مرکب ناقص۔ مرکب انشائی۔ مرکب خبری شکی۔ وہمی۔ چاروں قسمیں نسبت سے متعلق ہوتی ہیں۔ اس تمہید کے ساتھ یہ بھی یاد رکھو کہ قیاس جن قضایا و مقدمات سے مرکب ہوتا ہے ان کی دو قسمیں ہیں یقینیہ اور غیر یقینیہ مقدمات یقینیہ چھ ہیں۔ اولیات۔ مشاہدات۔ متواترات۔ مجربات۔ حدسیات۔ فطریات اور غیر یقینیہ بھی چھ ہیں۔ مشہورات۔ مسلمات۔ مقبولات۔ وہمیات۔ مظنونات مخیلات۔ جن کا بیان صناعات خمس کے تحت میں ذکر ہوگا۔ اب صناعات خمس کی بحث شروع کی جاتی ہے اسے خوب سمجھ کر یاد کرو۔

صناعاتِ خمس کی بحث

تم نے ابھی پڑھا کہ باعتبار مادہ قیاس کی پانچ قسمیں ہیں برہان۔ جدل خطابۃ۔ شعر۔ مغالطہ۔ جن کا بیان جدا جدا نیچے لکھا جاتا ہے۔

بُرہان

برہان وہ قیاس ہے جو یقینی مقدمات سے مرکب ہونے کی وجہ سے یقینی نتیجہ کو مستلزم ہو۔ اور اسی وجہ سے برہان صناعات خمس کی اعلیٰ اور عمدہ قسم تسلیم کی گئی ہے۔

جن قضایا اور مقدمات یقینیہ بدیہیہ سے برہان مرکب ہوتا ہے وہ چھ ہیں اولیات۔ مشاہدات۔ متواترات۔ تجربیات۔ حدسیات اور فطریات جن کا بیان نیچے ترتیب وار لکھا جاتا ہے۔

اولیات وہ قضایا اور مقدمات ہیں جن کے مضمون پر یقین کرنے کے لئے تصور طرفین کے سوا کسی دلیل کی حاجت نہ ہو۔ جیسے کُل جُز سے بڑا ہوتا ہے ظاہر ہے کہ جو شخص کل اور جز کا غور سے تصور کرے گا تو وہ اس قضیہ کے مضمون پر بلا کسی توقف کے یقین کرے گا کہ کل واقعی اپنے جز سے بڑا ہی ہوتا ہے۔

مشاہدات وہ قضایا ہیں جن کے مضمون پر یقین یا بواسطہ حس ظاہر کے حاصل ہو جیسے آفتاب روشن ہے۔ آگ جلاتی ہے وغیرہ جن کو حسیات بھی کہتے ہیں یا بواسطہ حس باطن کے حاصل ہو جیسے ہمیں بھوک پیاس لگی ہے۔ یا غم و خوشی ہے جن کو وجدانیات بھی کہتے ہیں۔

متواترات وہ قضایا ہیں جن کے مضمون پر یقین بواسطۂ اخبار ایسی جماعت کثیرہ کے حاصل ہو جن کا جھٹلانا عقلاً محال ہو جیسے مکہ۔ مدینہ۔ کابل۔ طہران۔ بغداد انگورا کی موجودگی کا علم۔ یا جیسے رسول اللہ سے ہم تک قرآن و احادیث کے منقول ہونے پر یقین۔

تجربیات وہ قضایا ہیں جن کے مضمون پر یقین بواسطہ کثرتِ تجربہ اور تکرارِ مشاہدہ حاصل ہو۔ جیسے حکماء کے وہ اقوال جو تجربات کے بعد کہے گئے ہیں مثلاً سقمونیا صفرا کا مسہل ہے۔ بنفشہ یا اسطوخودس نزلہ کا دافع ہے۔ املتاس یا سنا کی دست آور ہے۔ زہر قاتل ہے وغیرہ۔

تنبیہ یاد رہے کہ تجربیات میں یقین کے لئے تجربہ کلیہ صادقہ کی ضرورت ہے ورنہ مفید ظن ہوگا نہ کہ یقین کا۔

حدسیات وہ قضایا ہیں جن کے مضمون پر یقین ایسے دلائل سے حاصل ہو جن میں حرکت فکری کی ضرورت نہ ہو بلکہ مضمون اور دلیل ایک ساتھ ذہن میں حاصل ہوں جیسے سورج سے قرب وبعد پر ہمیشہ چاند میں اختلاف اشکال مشاہدہ کرنے سے ہمکو اس قول پر یقین آتا کہ چاند کی روشنی آفتاب سے حاصل ہے چونکہ حدس اور نظر میں امتیاز ابتداءً مبتدیوں کے لئے دشوار ہوتا ہے اس لئے دونوں کا فرق اس طرح سمجھو کہ جب مطلوب شئے کا ذہن میں ایک اجمالی خاکہ آجاتا ہے تو ذہن اس کی دلیل کے اجزار اور مواد کی طرف حرکت کرنے لگتا ہے اور جب دلیل کے اجزار مل جاتے ہیں تو ان میں مناسب ترتیب دینے کے بعد حصول مطلوب کی طرف دوسری مرتبہ حرکت کرتا ہے جس سے مطلوب شئے حاصل ہوجاتی ہے۔

بس یہی دو حرکتیں اگر آہستہ آہستہ اور تدریجی ہوں تو ان کو نظر وفکر کہتے ہیں۔ اور اگر یکلخت اور دفعۃً موجود ہوں تو ان کو حدس۔ چنانچہ نظر وفکر کی تعریف "مجموع انتقالین تدریجیین" سے کی جاتی ہے اور حدس کی "مجموع انتقالین دفعیین" سے۔ مثلاً ہر فن کے مضامین ابتداءً آہستہ آہستہ اور تدریجاً حاصل کئے جاتے ہیں اور حصول مہارت اور تجربہ پر دفعۃً حاصل ہوتے ہیں تو مبتدی کی نسبت وہ مضامین نظری کہلائیں گے اور ماہر کے نسبت بدیہی اور حدسی۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ایک ہی مضمون ایک شخص کی نسبت نظری اور دوسرے کی نسبت

بدیہی وحدسی ہو سکتا ہے بلکہ ایک ہی شخص کی نسبت یہی ایک مضمون ایک وقت میں نظری اور دوسرے وقت میں بدیہی وحدسی ہو سکتا ہے۔

فطریات جن کو قضایا قیاساتہامعہا بھی کہتے ہیں۔ یہ وہ قضایا ہیں جن کے مضامین پر یقین ایسے دلائل سے حاصل ہو جو تصور طرفین کے وقت ذہن میں حاضر ہوں جیسے چار جفت اور تین طاق ہے۔ جن کے دلائل چار اور جفت یا تین اور طاق کے تصورات کے ساتھ ذہن میں موجود ہیں کہ چار دو پر برابر بلا کسر تقسیم ہو سکتا ہے اور جو عدد کہ بلا کسر دو پر برابر تقسیم ہو سکے وہ جفت ہوتا ہے لہذا چار جفت ہے یا یہ کہ تین دو پر بلا کسر برابر تقسیم نہیں ہوتا ہے اور جو عدد کہ دو پر بلا کسر برابر تقسیم نہ ہو سکے وہ طاق ہوتا ہے لہذا تین طاق ہے۔ بس یہی وہ چھ یقینی قضایا ہیں جن سے برہان مرکب ہوتا ہے

فائدہ برہان کی دو قسمیں ہیں لمّی اور انّی تم پڑھ چکے ہو کہ قیاس سے جو نتیجہ پر علم حاصل ہوتا ہے اس کی اصلی علۃ اور دلیل حد اوسط ہوتی ہے۔ اب برہان میں یہ حد اوسط جس طرح کہ ہم نے اپنے ذہن میں علۃ الحکم ٹھہرائی ہے ویسے ہی واقع میں بھی اگر وہ اس حکم کی علۃ ہو تو اس قیاس کو برہان لمّی یا دلیل لمّی کہیں گے کیونکہ لِم علۃ کو کہتے ہیں اور اس قیاس میں بھی واقعی علۃ ہی سے استدلال کیا گیا ہے۔

اور اگر حد اوسط اس حکم کے لئے واقع میں علۃ نہ ہو بلکہ معلولیت یا دیگر کسی علاقہ رابطہ سے وابستہ ہو تو اس کو برہان انّی یا دلیل انّی کہیں گے کیونکہ اِنّ وجود اور ثبوت کو کہتے ہیں اور اس قیاس میں ایسی شے سے استدلال کیا گیا ہے

جو محض ثبوت اور وجود حکم پر دلالت کرتی ہے نہ کہ علیت پر۔
مثلاً ہم فرض کریں کہ ہاتھ کی گرمی اور نبض کی تیزی بخار کی علۃ ہے اور یہ دونوں زید میں موجود ہیں تو ہم کہیں کہ زید کا ہاتھ گرم اور نبض تیز ہے اور جس کا ہاتھ گرم اور نبض تیز ہوتی ہے وہ بخار زدہ ہوتا ہے۔ لہذا زید بخار زدہ ہے تو یہ دلیل لمی ہوگی کیونکہ اس میں حد اوسط (ہاتھ کی گرمی نبض کی تیزی) واقع میں بھی بخار کی علۃ ہے۔ اور اگر ہم یوں کہیں کہ زید بخار زدہ ہے اور جو بخار زدہ ہوتا ہے اس کا ہاتھ گرم اور نبض تیز ہوتی ہے لہذا زید کا ہاتھ گرم اور نبض تیز ہے۔ تو یہ دلیل انی ہوگی کیونکہ اس میں حد اوسط (بخار زدہ ہونا) واقع میں ہاتھ کی گرمی اور نبض کی تیزی کے لئے علۃ نہیں بلکہ معلول ہے۔

جدل

قیاس جدلی وہ ہے جو (سچے یا جھوٹے) مشہورات یا مسلمات سے مرکب ہو۔

مشہورات:۔ وہ قضایا (سچے یا جھوٹے) ہیں جن پر اعتقاد بوجہ شہرت عوام یا خواص حاصل ہو۔ جیسے عدل و انصاف اچھا اور ظلم برا ہے۔ یا جیسے ہنود کا قول ہے کہ حیوانات کا ذبح کرنا گناہ ہے۔ اسی طرح ہر قوم اور جماعتوں میں مخصوص مخصوص مشہورات مقرر ہیں۔ بعض وقت یہ مشہورات نفوس میں ایسے اثر کر جاتے ہیں کہ بدیہیات اولیہ سے ملتبس ہو جاتے ہیں، مگر جب شہرت سے قطع نظر کی جائے اس اٹھ جاتا ہے یعنی بدیہیات تو بدستور یقینیہ رہ جاتے ہیں مگر مشہورات

کے اعتقاد میں فرق آجاتا ہے۔

مسلمات :- یہ وہ (سچے یا جھوٹے) قضایا ہیں جن کو مناظرہ میں مقابل نے تسلیم کر لیا ہو۔ یا جن کا ثبوت دوسرے علم میں ہو چکا ہو اور یہاں (بطور اصول موضوعہ) تسلیم کر لئے گئے ہوں۔

جیسے عربی صرف و نحو یا اصول فقہ وغیرہ کے قواعد جن کو کلام عربی اور فقہی وغیرہ کے احکام میں (بطور اصول موضوعہ) تسلیم کیا جاتا ہے۔ کرتے ہیں :-

خطابہ

قیاس خطابی وہ ہے جو (سچے یا جھوٹے) مقبولات یا مظنونات سے مرکب ہو۔

مقبولات - یہ اولیاء اور حکماء کے وہ اقوال ہیں جن کو بوجہ حسن ظن لوگ تسلیم کرتے ہوں۔

مظنونات - وہ قضایا ہیں جن سے ذہن میں محض غالب گمان پیدا ہو سکے جیسے زید رات کو پوشیدہ طور سے گلیوں میں پھرتا ہے۔ اور جو رات کو پوشیدہ طور سے گلیوں میں پھرتا ہے وہ چور ہوتا ہے لہذا زید چور ہے۔

ظاہر ہے کہ رات کو پوشیدہ طور سے گلیوں میں پھرنے سے کسی پر چور ہونے کا شبہ یا ظن تو ہو سکتا ہے مگر یقین نہیں آ سکتا اسی طرح دیوار سے مٹی گرنے سے اس کے منہدم ہونے پر دلیل لانا۔ وضع قطع کی پاکیزگی کو کسی کی شرافت و مہذب ہونے کی دلیل بنانا۔ کثافت و غربت کو۔ دنارت کی دلیل بنانا وغیرہ

یہ سب مظنونات ہیں۔

شعر

قیاس شعری وہ ہے جو محض تخیلی قضایا سے مرکب ہو۔ اس میں مستدل اپنے کلام کی لفظی موزونیت سے کسی مدعا کے متعلق مخاطب کے ذہن میں رغبت یا نفرت پیدا کرنا چاہتا ہے۔ جیسے عام شعراء کے کلام میں میخانہ، شراب، ساقی، خط وخال وغیرہ کے متعلق رغبت، اور شہد، زاہد، مولوی، مسجد، تسبیح وغیرہ کے متعلق نفرت پائی جاتی ہے۔ شعری قضایا اکثر غلط اور خلاف واقع ہوتے ہیں لیکن چونکہ تخییل کو نفس کے تاثر میں بڑا دخل ہے اس لئے شعری قضایا سے بہت جلد نفس اثر پذیر ہوتا ہے خصوصاً جب کہ سجع اور قوافی کی موزونیت کے ساتھ دل آویز نغمے سے ادا کئے جائیں۔

مغالطہ

مغالطہ وہ قیاس ہے جو صوری یا مادی غلطی کی وجہ سے غلط نتیجہ کو مستلزم ہو مادی غلطی اکثر دو صورتوں سے ہوتی ہے کہ قیاس یا وہمیات سے مرکب ہو یا مشبہات سے۔

وہمیات:۔ وہ غلط قضایا ہیں جن پر عقل کے خلاف وہم حاکم ہو۔ حقیقت یہ ہے کہ نفس اپنے تاثر کے اعتبار سے بہ نسبت عقل وہم کے تاثر کو بہت جلد اور [illegible]ل کرتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ باوجود سمجھ بوجھ کے مدۃ العمر اکثر لوگ

غلط اوہام میں مبتلا رہتے ہیں۔ مثلاً وہم کا فیصلہ ہے کہ میت سے ڈرنا چاہیے چنانچہ اکثر لوگ اس میں مبتلا ہیں حالانکہ خود ان کی عقل بھی جانتی ہے کہ میت جماد ہے اور جماد سے نہ ڈرنا چاہیئے۔

مشبہات :۔ یہ وہ قضایا ہیں جن پر صادقات اور نفس لامری حقائق کے احکام اس لئے لگائے جاتے ہوں کہ یہ ان کے ساتھ صورۃً مشابہ ہیں جیسے گھوڑے کی تصویر کو یہ کہنا کہ یہ گھوڑا ہے اور گھوڑا ہنہناتا ہے تو یہ بھی ہنہناتا ہے۔ اسطرح آگ کی صورت کے متعلق یہ کہنا کہ یہ جلاتی ہے۔ یا عقول۔ جن۔ فرشتوں کے متعلق یہ کہنا کہ یہ موجود اشیاء ہیں اور ہر موجود کو اشارہ کر سکتے ہیں تو ان کو بھی اشارہ کر سکتے ہیں وغیرہ۔

صوری غلطی اکثر دو صورتوں سے ہوتی ہے۔ حد اوسط کے عدم تکرار سے اور شرائط اشکال کی عدم موافقت سے جو غلطی کہ شرائط اشکال کی عدم موافقت سے ہوتی ہے وہ بحث اشکال اربعہ میں تم پڑھ چکے ہو۔

اور جو حد اوسط کے عدم تکرار سے ہوتی ہے وہ کبھی تو ظاہر ہوتی ہے اور کبھی ایسی خفی جس کا جاننا مشکل ہوتا ہے۔ اس کی وجہ اکثر یہ ہوتی ہے کہ حد اوسط سے (متکثر المعنے ہونے کی وجہ سے) ایک جگہ ایک معنے مراد لئے جاتے ہیں اور دوسری جگہ دوسرے معنے۔

مثلاً کوئی یوں کہے کہ غَلَط غَلَطْ ہے اور غَلَطْ صحیح ہے تو نتیجہ نکلا کہ غَلَط صحیح ہے حالانکہ یہ غلط ہے تو غور سے معلوم ہوا کہ صغریٰ میں حد اوسط غَلَطْ سے معنے مراد ہیں یعنی غیر صحیح۔ اور کبریٰ میں غَلَطْ سے محض لفظ غلط مراد ہے نہ کہ معنے اس لئے حد اوسط مکرر نہ ہوا۔ ناعلناکے

متعلق یوں کہے کہ یہ چشمہ ہے اور چشمہ سے کھیتی سیراب کی جاتی ہے تو اس سے کھیتی سیراب کی جاتی ہے وغیرہ یہ بھی یاد رکھو کہ مغالطہ میں مستدل اگر یہ جتلائے کہ وہ استدلال میں یقینی مقدمات سے حکیم کا مقابلہ کر رہا ہے تو اس کو سوفسطائی اور اس کے مغالطہ کو سفسطہ کہیں گے اور اگر یہ جتلانا چاہے کہ وہ مشہورات سے مجادل کا مقابلہ کر رہا ہے تو اس کو مشاغبی اور اس کے مغالطہ کو مشاغبہ کہیں گے۔

صناعات خمس میں۔ برہان چونکہ صادقات جازمہ سے مرکب ہوتا ہے اس لئے وہ مفید جزم ویقین ہوتا ہے جو نفس ناطقہ کی تکمیل کے لئے بمنزلہ غذا کے ہے۔ جدل چونکہ اکثر مشہورات صادقہ سے مرکب ہوتا ہے اس لئے وہ مفید ظن اور غلبۂ صدق ہوتا ہے خطابہ اکثر مفید شک ہوتا ہے۔ شعر مفید تخئیل اور تاثر غیر تصدیقیہ اور مغالطہ مفید تصدیق جازم ہوتا ہے مگر واقع کے خلاف۔

عزیزو! ان کو اچھی طرح سمجھ کر یاد کر لو تاکہ برہانیات پر خود عمل کر سکو اور دوسروں کو دعوت دے سکو اور تخئیلات اور مغالطات سے خود بچو اور دوسروں کو بچا سکو اور دنیا میں ہر شخص سے اس کی سمجھ اور لیاقت کے مطابق گفتگو کر سکو جس سے تم اپنے نفسوں کو اعلیٰ مراتب انسانی تک پہنچا سکو گے اور دنیا میں سرخروئی سے زندگی بسر کر سکو گے

وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ ؁

محمود حسن غفر اللہ لہ

۱۴؍ دسمبر ۱۹۳۷ء

تقریظ حضرت الاستاذ مولنا احمد علی صاحب امیر جمعیۃ خدام الدین لاہور

میں نے معین المنطق کو بغور دیکھا میرے خیال میں مبتدی طلبہ کو اصطلاحات منطق سے آشنا کرنے کے لئے بہترین چیز ہے۔ آجتک اس موضوع پر ایسی مختصر اور آسان کوئی کتاب میری نظر سے نہیں گذری۔ میری رائے یہ ہے کہ مبتدی طلبہ کو قواعد منطق ذہن نشین کرانے کے لئے سب سے پہلے اس کتاب کو پڑھانا زیادہ مفید و بہتر ہوگا۔ منتظمین مدارس کو چاہیئے کہ اپنے نصاب تعلیم میں اسے داخل فرمالیں۔

تقریظ حضرت العلامہ مولنا مولوی محمد اعزاز علی صاحب مدرس دار العلوم دیوبند

رسالہ معین المنطق کا میں نے مطالعہ کیا۔ اس فن کے رسالے زمانہ کی ضرورت کے لحاظ سے بہت شائع ہوئے ہیں لیکن جو اختصار و جامعیت تحقیق و تسہیل اس رسالہ میں ہے وہ میں نے اب تک کسی رسالہ میں نہیں دیکھی۔ طلبہ کی سہولت تفہیم کی غرض سے اسکے مشکل سے مشکل مسائل روزمرہ کی مثالوں میں سمجھائے گئے ہیں۔ اور طرز بیان میں ایسا طریقہ اختیار کیا گیا ہے کہ بچے شروع ہی سے استخراج مسائل و احکام کرنے کے قابل ہو جاویں۔ موفق حقیقی مؤلف ممدوح کو توفیق عطا فرمائے کہ وہ اس کے باقی حصص بھی شائع فرماکر عند اللہ اجر جزیل کے مستحق ہوں فقط۔

تقریظ حضرت مولنا مولوی محب اللہ صاحب مدرس جامعہ حسینیہ راندیر

میں نے معین المنطق کو بغور دیکھا میری رائے میں اگر ابتدائی جماعتوں کو بجائے ایساغوجی

وغیرہ کے یہی کتاب شروع کرائی جائے تو موجودہ نصاب کی نسبت اصطلاحات فن سے طلبا بہت جلد مستفیض ہونگے

تقریظ حضرت مولانا مولوی غلام نبی صاحب مہتمم مدرسہ تعلیم الاسلام آنند (کھیڑہ)

معین المنطق باوجود اختصار کے جامعیت سے موصوف ہے۔ اور ہر طرح صوری و معنوی محاسن سے آراستہ ہے۔ اسلوب بیان و تفہیم قابل تعریف ہے اور سب سے بڑی خوبی اس میں یہ ہے کہ انگریزی مدارس کے طلبہ بھی اس سے نہایت آسانی اور دلچسپی کے ساتھ استفادہ حاصل کرسکتے ہیں جس کی وجہ سے مؤلف کی سعی قابل ستائش ہے طلبہ کو اس مفید سلسلہ سے استفادہ حاصل کرنا چاہیئے۔

تقریظ حضرت علامہ عبد الماجد صاحب ایڈیٹر "صدق"

(صدق یکم دسمبر ۳۷ء صفحہ ۶ کالم ۲) منطق خصوصاً منطق قدیم کو ایک خشک اور مشکل فن قرار دیا گیا ہے اور اکثر مصنفین کے طرز تحریر نے واقعۃً اس کو خشک و دشوار بنا دیا ہے۔ معین المنطق کے مصنف نے کوشش کی ہے کہ مبتدیوں کے اس خیال کی عملی تردید کر دیں چنانچہ اپنے رسالہ کے حسن ترتیب نیز سلاست بیان کے لحاظ سے وہ کامیاب بھی ہو گئے ہیں۔

تقریظ حضرت علامہ مولانا محمد یسین صاحب ازہری بی اے۔ ایل ایل۔ بی۔

معین المنطق اختصار جامعیت سلاست بیان اور تسہیل کے اعتبار سے تمام قدیم و جدید میں بے نظیر ہے۔ میں تمام مدارس سے پرزور اپیل کرتا ہوں کہ اس مفید سلسلہ کو داخل نصاب فرمائیں فقط

۱۹ م DUE DATE ۱۹